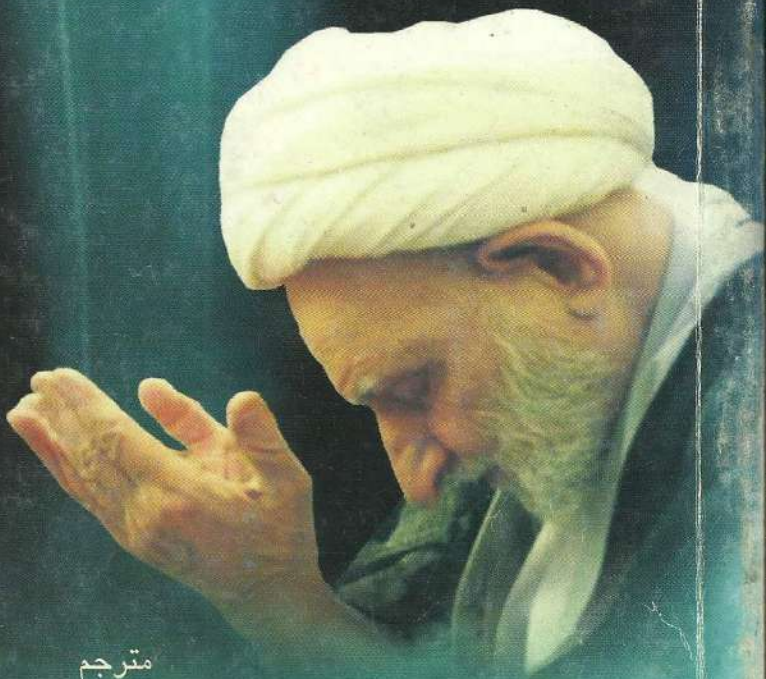


لذت ملاقات

حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ آقائے بہجت قدس سرہ



مترجم
محمد عارف املوی

لذت ملاقات

رشحات افکار:

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے بہجت قدس سرہ

ترجمہ:

محمد عارف الملوی

{}

Page 36 پر دعا کا عمل، عشق کے آثار، مہمانی 185
Page 12 پر دعا کا عمل 165، 167 انکسار کے آثار (169 دیندار رہنما
(172 عشق کا اثر) (182 حرام بی.بی.بی.)

فہرست مطالب

صفحہ	عناوین
۴	عرض ناشر :
۵	مقدمہ :
۷	پہلی فصل : توحید اور معرفت کے کچھ جلوے
۱۰	دوسری فصل : اہل بیت علیہم السلام کے آستانے پر
۱۴	تیسری فصل : عشق امام زمانہ کی راہ میں
۲۲	چوتھی فصل : نماز اور مناجات کے کچھ اسرار
۳۰	پانچویں فصل : اخلاق اور سیر و سلوک کے حوالے سے
۷۳	چھٹی فصل : کچھ اشارے عظمت قرآن کے تعلق سے
۷۷	ساتویں فصل : عبادی دستورات

نام کتاب :	لذت ملاقات
تالیف :	حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے بہجت قدس سرہ
ترجمہ :	محمد عارف الموی
سن اشاعت :	۲۰۱۲ء
تعداد :	۱۰۰۰
کمپوزنگ :	آئیڈیل کمپیوٹرز پوائنٹ، چوک، لکھنؤ (09935025599)
ناشر :	المؤمل کلچرل فاؤنڈیشن، سرفراز گنج، لکھنؤ (0522-2405646)
مطبع :	امیجن گرافکس، ۴۰، الہی مارگ، لکھنؤ
قیمت :	50/-

ملنے کا پتہ :

المؤمل کلچرل فاؤنڈیشن - سرفراز گنج - لکھنؤ - فون : 0522-2405646
 ادارہ اصلاح، مسجد دیوان ناصر علی، مرتضیٰ حسین روڈ، لکھنؤ - فون : 0522-2261954
 صحیفہ بک سینٹر، خواجہ ناور، مقابل امامبارہ ناظم صاحب، لکھنؤ - فون : 9415152648
 عباس بک انجینی، درگاہ حضرت عباس روڈ، لکھنؤ - فون : 9415102990

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ.

فقیر کمال، عارف واصل حضرت آیۃ اللہ آقائی محمد تقی بہجت قدس سرہ کے بعض عرفانی و اخلاقی کلمات کی تشریح اور آپ کے مختصر زندگی نامہ اور تربیتی ہدایات پر مشتمل کتاب ”پردہ نشین“ اس سے پہلے **المؤمل** کلچرل فاؤنڈیشن کی طرف ارباب ایمان کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہے، الحمد للہ اس کتاب کی کامیاب اشاعت کے بعد اسی سلسلہ کی دوسری کڑی یعنی آقائی بہجت قدس سرہ کے ہی بعض دیگر بلند عرفانی افکار و ارشادات کا ایک دوسرا مجموعہ بنام ”جرعہ وصال“ کا ترجمہ ”لذت ملاقات“ شائقین گرامی کی خدمت میں تقدیم کیا جا رہا ہے، اس مجموعے کے ترجمے کا فریضہ بھی حسب سابق برادر عزیز محمد عارف الملوی نے انجام دیا ہے۔

واضح ہے کہ خلائے معنویت کے اس دور میں جہاں اہل دنیا کی اکثریت پس ماندیت کی خاطر تگ و دو اور دنیا داری کی جولانگاہ میں ایک دوسرے سے گئے سبقت لے جانے کی جہد مسلسل میں شب و روز مصروف عمل ہے۔ امید ہے کہ عرفان و معنویت اور اخلاق و تربیت نفوس کا یہ مختصر مجموعہ طالبان معنویت و روحانیت اور مشتاقان حقیقت و معرفت کے لئے مشعل راہ اور چراغ ہدایت ثابت ہوگا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ بحق محمد و آل محمد علیہم السلام ہمیں معنویت و تزکیہ کی راہ میں قدم بڑھانے کی توفیق کرامت فرمائے تاکہ ہم نئی بشریت اور دنیائے ظلم و جور کے مصلح حقیقی حضرت امام مہدی (ارواح من سواہ فداہ) کے صالح منتظرین و ناصرین میں قرار پائیں۔

والسلام

المؤمل کلچرل فاؤنڈیشن، سرفراز گنج، لکھنؤ۔ ۶ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

اس کتاب میں ذکر شدہ نکات، ایک ایسے انسان کے اسی سالہ مطالعات کا حاصل اور تجربات کا نچوڑ ہے جس نے اللہ کی جانب علمی و عملی سیر و سلوک کی راہ میں اپنی ساری عمر گزار دی۔ ایسی کم نظیر شخصیت جو فقہ شیعہ میں عظیم الشان مرجع، معنوی سیر و سلوک میں عارف کمال اور قرآن و سنت کے ماہر عالم کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا۔

فقیر نبیہ و عارف کمال: آیت اللہ العظمیٰ آقائے شیخ محمد تقی بہجت (رحمۃ اللہ علیہ) جن کے فضائل زبان زد خاص و عام تھے۔

ان کی نمایاں خصوصیت جس میں پہلے سے ہی انہیں شہرت حاصل تھی کم بولنا اور نپاٹنا بولنا ہے۔

ان بزرگوں کے مختصر عرفانی کلمات (جو کہ تمام کے تمام آیات و روایات سے یا سیر و سلوک کے تجربات سے ماخوذ ہیں) ان نہروں کی مانند ہیں جو حکمت کے سرچشمے سے جاری ہیں اور انصافاً نفوس کی تہذیب و تربیت کی راہ میں روشن چراغ ہیں۔ حسینۃ الزہراء (سلام اللہ علیہا) کے ثقافتی شعبے نے جو کہ نسل جو ان کی عملی ہدایت کو اپنا اصلی اندیشہ مانتا ہے اپنے تیسرے تحریری اثر کو انہیں مختصر کلمات کے انتخاب سے مخصوص قرار دیا ہے۔

واضح ہے کہ ایسے بزرگ شیعہ علماء و دانشوران کے کلمات کی ترویج و

اشاعت جو قرآن و سنت کی تعلیمات میں غرق رہتے ہیں یہ اہلبیت علیہم السلام کے مکتب اور ان کے ارشادات کی تضعیف نہیں بلکہ ایک دوسرے قالب میں اسی کی ترویج و اشاعت ہے، اور حضرت آیت اللہ بھت کے کلمات کے انتخاب کا راز یہی ہے کہ اس شیعہ مرجع کا عرفان، شیعیت کے صحیح اصول کی بنیاد پر اور اہلبیت علیہم السلام کے فقہ و معارف کی جانب پوری توجہ اور التفات و اعتناء پر قائم ہے۔ اور یہی وہ عرفان ہے جو قابل تائید بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔

یہی وجہ ہے کہ حقیقت کے دلدادہ لاکھوں جوان اس طرح کی کتابوں اور آثار کو ہاتھوں ہاتھ لے جاتے اور سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔

شعبہ ثقافت

حسینہ الزہراء (سلام اللہ علیہا)

پہلی فصل

توحید و معرفت کے کچھ جلوے

۱- ذکوالہی کی کوئی حد نہیں ہے وہ قلبی و لسانی ذکر بلکہ بدنی ذکر کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ ساری طاعتیں اور مرضی خدا کے موافق تمام باتیں ذکرا الہی ہوتی ہیں۔

۲- خدا کی طرف سے تائید و توفیق کا ہونا ضروری ہے تاکہ بندہ اپنے ارادہ و اختیار کو عمل میں لا کر اختیاری کام انجام دے سکے۔

۳- خدا نے قرآن اور غیر قرآن میں بہشت اور بہشت والوں کی اس درجہ بلند توحید کی ہے کہ اگر کوئی اس کے سننے کے شوق میں دم توڑ دے تو بعید نہیں ہے! جہنم سے متعلق آیتوں کا بھی یہی حال ہے... کہ اگر انسان اپنی مصیبتوں کو نظر میں رکھتے ہوئے مرجائے تو بھی حیرت کی بات نہیں۔

۴- کیا یہ اچھا ہے کہ ہم اُس ذات کی طرف رجوع کریں اور اس سے دوستی کا رابطہ برقرار کریں جس کے ہاتھ میں موت اور زندگی، بیماری اور صحت، غمی اور محتاج بنانا یا ایسے کی طرف رجوع کریں جو خود محتاج، ناتواں اور عاجز ہے!؟

۵- اللہ کی معرفت، سب سے عظیم عبادت ہے، اور سارے احکام و تکالیف معرفت خدا ہی کا مقدمہ ہیں۔

۶- آیت: "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" (سورہ بقرہ آیت ۳۱) یعنی "اُس نے آدم کو سارے اسماء کی تعلیم دی" میں، اسماء کی تعلیم سے مراد ایسے حقائق کی تعلیم ہے

جو حیوانات بلکہ فرشتوں کے مقابل انسان کی برتری اور امتیاز کا موجب قرار پاتی ہے۔

۷۔ اس حدیث قدسی میں کہ: "خَلَقْتُ الْأَشْيَاءَ لِأَجْلِكَ

وَخَلَقْتُكَ لِأَجْلِي" (یعنی ساری چیزوں کو میں نے تیرے لئے اور تجھے خود اپنے لئے پیدا کیا ہے) خلق و مخلوق کا نتیجہ و ثمرہ، علم و معرفت ہے۔

۸۔ ہم پہچان لئے گئے ہیں، ہمارے اعمال محفوظ ہیں اور ان کی تصویر

برداری کر لی گئی ہے... کیا ہاتھ، پاؤں اور دوسرے اعضاء و جوارح کی گواہی کوئی شوخی مذاق ہے!؟

۹۔ سبحان اللہ! نیند کے ذریعہ خدا ہمیں اپنی قہاریت کی نشانیاں دکھاتا

ہے، ہمارا وجود اور ہمارے اختیارات، نیند کے عالم میں سب باطل ہو جاتے ہیں، نیند ہمارے لامختیار ہونے یا کہنے کے ہمارے لاشعے ہونے کی تکوینی نشانی ہے۔

۱۰۔ اگر قلم تکوین اور خدا کا تکوینی ارادہ نہ ہو تو کوئی طاقت چاہے وہ سخت

نصر (تاریخ کا ایک ظالم و جابر بادشاہ) ہی کیوں نہ ہو، کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

۱۱۔ وہ عالم یعنی عالم برزخ و ملکوت، بڑا وسیع عالم ہے، وہاں سب کچھ

حاضر ہی حاضر ہے، وہ اس چہار دیواری والے عالم جیسا نہیں ہے، وہاں ماضی، حال اور مستقبل سب ایک ہوتا ہے۔

۱۲۔ ملائکہ ہماری آواز کو ریکارڈ کرتے ہیں، ہماری باتوں کی بھی تصویر

برداری کرتے ہیں اور ہماری باتوں کی نیت اور اصل کی بھی، چاہے وہ الہی جذبہ کے تحت صادر ہوئی ہوں یا نفسانی و شیطانی جذبہ کے تحت۔

۱۳۔ اس دنیا اور عالم آخرت کی نسبت، اس عالم کے ساتھ شکم مادر اور عالم

رحم کی نسبت جیسی ہے، "وَالْمَوْتُ وَالْأَقْدَةُ الرَّوْحُ" (موت، روح کی ولادت ہوتی ہے)۔

۱۴۔ جنت کے مراتب، انسانوں کے مختلف قد و قامت کے لباسوں کی

مانند ہیں کہ کوتاہ قد انسان کی طرف سے بلند قامت انسان کے لباس کے تئیں کسی قسم کا حسد نہیں پیدا ہوتا ہے۔

۱۵۔ ائمہ اطہار علیہم السلام جہنم کا خوف بھی رکھتے تھے اور جنت کا شوق

بھی بلکہ وہ اس خوف و شوق کی خاطر عبادت نہیں کرتے تھے۔

۱۶۔ اگر معرفت امام کا سلسلہ بڑھتا جائے تو معرفت خدا کا سلسلہ بھی

بڑھتا چلا جائے گا، اس لئے کہ امام (علیہ السلام) سے بڑھ کر کون سی آیت ہو سکتی ہے!؟ امام ایسا آئینہ ہوتا ہے جو تمام عالم کی حقیقت کو نمایاں کرتا ہے۔

۱۷۔ ائمہ علیہم السلام ہمارے حال سے غافل نہیں رہتے ہیں اگرچہ ہم ان

کی طرف سے غافل ہو جائیں۔

دوسری فصل

اہلبیت علیہم السلام کے آستانے پر

- ۱۸- جو بلاء و مصیبت بھی ہم پہ آتی ہے وہ اہلبیت علیہم السلام اور ان سے روایت شدہ احادیث سے دوری کے نتیجے میں آتی ہے۔
- ۱۹- نجات اس شخص کے لئے ہے جو لیل بیت علیہم السلام کو ہر جگہ حاضر و ناظر جانے۔
- ۲۰- معصومین علیہم السلام کے نقش قدم پر چلئے نہ کہ دوسروں کے نقش قدم پر، علماء کی ہمراہی اختیار کیجئے، اور ہمیشہ روشنی کے ساتھ رہئے، اور مفید، حیات بخش اور سبق آموز مطالب سے سروکار رکھئے۔
- ۲۱- امام رضا علیہ السلام کا حرم (روضہ) عظیم اور گرانقدر نعمت ہے جو ایانیوں کے پاس ہے، اس کی عظمت کو خدا ہی جانتا ہے!

- ۲۲- زیارت کی توفیق کا پیسے والا ہونے سے کوئی ربط نہیں ہے۔
- ۲۳- ایران والوں کو چاہئے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم (روضے) کی نعمت کو غنیمت شمار کریں کہ جس کی زیارت انہیں آسانی سے نصیب ہو جاتی ہے۔
- ۲۴- خدا کرے کہ اہلبیت علیہم السلام کی جانب توجہ اور ان سے ارادت و محبت ہمارے دلوں میں باقی رہے اور ان کی محبت کے ساتھ ہی ہم دنیا سے جائیں۔
- ۲۵- ہم شیعہ کیوں ہر روز، امیر المومنین، ائمہ ہدیٰ اور رسول اللہ علیہم السلام کی مجالس میں نہیں جاتے اور ان حکمتوں اور آداب و معارف پہ کان نہیں دھرتے ہیں جو کہ ان کی بے شمار احادیث میں موجود ہیں۔
- ۲۶- اگر انسان، عقبات عالیات میں سے کسی ایک کا طواف کرے تو ایسا ہے کہ گویا اس نے تمام عقبات کی ان کے مقدمات پر زیارت کی ہو اور یہ اس کے لئے سود مند ہے۔
- ۲۷- توسّلات، نہایت نفع بخش ہیں، یہ جو امام زادے حضرات ہیں ان کی زیارت کو خوب جایا کریں! یہ حضرات ان میوؤں کی طرح ہیں جن میں سے ہر میوہ ایک خاص دامن رکھتا ہے، ان میں سے ہر بزرگوار کے اپنے اپنے خصوصیات و اثرات ہوتے ہیں۔
- ۲۸- محبت اہلبیت علیہم السلام سے دستبردار نہیں ہونا چاہئے، ہر چیز اسی محبت میں ہے، اگر ہمارے پاس کچھ ہے تو وہ اسی محبت سے ہے۔
- ۲۹- عید غدیر کی شب اور اس جیسی دیگر شبوں میں، ان شبوں اور دنوں کا اور ان سے وابستہ شخصیتوں کی فضیلت کا اور ان کے دشمنوں کی رذیلت کا اور ولایت

کے سلسلہ میں وارد احادیث کا دلیل و برہان کے ساتھ ذکر ہونا چاہئے تاکہ سامعین کے مذہب و عقائد مستحکم ہوں، نہ یہ کہ اس طرح کی بزموں کو کہنی، تفریح اور لہو و لعب میں گزار دیا جائے۔

۳۶۔ سچی محبت یہ ہے کہ اس میں دشمن کی محبت (شامل) نہ ہو، جو شخص بھی

چھارہ معصومین علیہم السلام سے محبت رکھتا ہے اس کا مسئلہ حل ہے، بس شرط یہ ہے کہ

اس کی محبت سچی اور واقعی ہو۔

۳۷۔ ہم جس قدر اہلبیت علیہم السلام کے ارشادات سے دور ہوں گے اتنا

خود اہلبیت سے بھی دور ہوتے چلے جائیں گے۔

۳۸۔ تمہارے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں عترت کا ہونا

ضروری ہے۔ عترت کے معارف، نخب البلاغہ جیسی کتاب میں، عترت کے افعال، صحیفہ

سجادہ جیسی کتاب میں اور عترت کے اعمال تکلیفیہ رسالہ ہائے عملیہ (توضیح المسائل)

جیسی کتابوں میں ہیں۔

۳۹۔ کیا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ثواب ہم جانتے ہیں کہ کس

درجہ زیادہ ہے؟ کیا ہم جانتے ہیں کہ امام حسین کی زیارت کے بارے میں جو احادیث

وارد ہوئی ہیں وہ کس منزل کو پہنچی ہوئی ہیں؟!

کیا ہم کہنے کی توانائی رکھتے ہیں کہ: "كَمَانَ كَمَنْ زَارَ اللَّهَ فِي عَرَشِهِ"

(شب جمعہ امام حسین کی زیارت ایسی ہے کہ گویا زائر نے عرش پہ خدا کی زیارت کی

ہے) اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا ان احادیث سے ہمیں کچھ سمجھ میں آتا ہے؟! یا پھر امام

حسین پر رونے کا ثواب کس قدر زیادہ ہے؟ کیا ہم اس کی کوئی ایسی حد بتا سکتے ہیں کہ

اس کے اوپر کوئی حد نہ ہو؟

۳۰۔ شیعوں کے امتیازات میں امام زادوں کے مقبروں اور مزاروں

وجود ہے لہذا ہمیں ان کی زیارت سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اختیاری صورت

میں خود کو ان کے فیض سے محروم رکھنا چاہئے۔

۳۱۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اہلبیت رسالت علیہم السلام کی رحمت کس قدر وسیع

ہے، ان حضرات کی رحمت تو اللہ کی وسیع رحمت کے تابع ہے۔

۳۲۔ زیارت کے اہم ترین آداب میں یہ ہے کہ ہمیں علم و یقین ہو کہ

معصومین علیہم السلام کی حیات اور موت میں کوئی فرق وجود نہیں رکھتا ہے۔

۳۳۔ اگر کوئی شخص اپنے وجود کے اندر معصومین علیہم السلام کے دیدار کی

تفکلی کو کم کرنا چاہتا ہے تو (جان لے کہ) ان کے مشاہد مشرفہ (روضہ ہائے مبارکہ) کی

زیارت، ان کی ملاقات نیز حضرت امام عائب کے دیدار کے برابر ہے، وہ حضرات ہر

جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

۳۴۔ دیکھا اور سنا گیا ہے کہ بعض اشخاص نے مشاہد مشرفہ میں صاحب

ضریح، امام کو سلام کیا ہے اور جواب سلام کو (اپنے کانوں سے) سنا ہے۔

۳۵۔ اہلبیت علیہم السلام بالخصوص سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے

مصائب پر رونا شاید ان مستحبات میں ہو جس سے افضل کوئی مستحب نہیں، اللہ کے خوف

سے رونا بھی بڑی منزلت رکھتا ہے لیکن شاید وہ بھی اس سے (امام حسین کے مصائب پر

رونا) سے بڑی منزلت رکھتا ہے لیکن شاید وہ بھی اس سے (امام حسین کے مصائب پر

رونا) سے بڑی منزلت رکھتا ہے لیکن شاید وہ بھی اس سے (امام حسین کے مصائب پر

تیسری فصل

”دعشقِ امام زمانہ کی راہ میں“

۳۰۔ امام زمانہ اللہ کی دیکھنے والی آنکھ، اس کا سننے والا کان، اس کی بولی والی زبان اور اس کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں۔

۳۱۔ امام کے دیدار کے لئے روبرو ہونا شرط نہیں ہے بلکہ وہ جہاں تشریف رکھتے ہوں، ساتوں زمین، ساتوں آسمان اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کو زیر نظر رکھتے ہیں۔

۳۲۔ ہم خود ہی امام زمانہ کی غیبت کا سبب ہیں۔

۳۳۔ جو افراد، امام کے ظہور سے پہلے دین و ایمان پر باقی اور ثابت قدم ہوتے ہیں، ان پر اللہ کے خاص عنایات و الطاف ہوتے ہیں۔

۳۴۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اس بات کے درپے ہو کہ حضرت امام زمانہ کی ملاقات سے شرفیاب ہو، نہیں بلکہ دو رکعت نماز پڑھ کر ائمہ علیہم السلام سے توسل کرنا ہی شاید شرف ملاقات سے بہتر ہو۔

۳۵۔ ہم زندگی کے دریا میں ڈوبنے کی زد پر رہتے ہیں، ولی خدا کی دستگیری ضروری ہے تاکہ ہم صحیح سلامت، منزل تک پہنچ سکیں، ہمیں چاہئے کہ امام زمانہ

سے استغاثہ و فریاد کریں تاکہ وہ راہ کو صاف اور واضح فرمادیں اور خود لے جا کر ہمیں منزل تک اپنے ساتھ پہنچادیں۔

۳۶۔ امام کے ظہور میں تعجیل کی دعا، ہمارے سارے دکھ درد کی دوا ہے۔

۳۷۔ غیبت کے زمانے میں بھی چاہئے والوں اور شیعوں کے تئیں امام

زمانہ کے الطاف و عنایات کا بے شمار مشاہدہ کیا گیا ہے۔ امام سے ملاقات و حضور کا دروازہ کبھی طور پر بند نہیں ہے بلکہ خود جسمانی دیدار کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۳۸۔ ایسے پیشوا کا عقیدہ رکھتے ہوئے جو اللہ کی چشم مینا ہے، کیا ہم چشم

الہی سے فرار کر سکتے ہیں یا خود کو پنہاں کرتے ہوئے جو چاہیں کر سکتے ہیں، ہم بھلا کیا جواب دیں گے!؟

۳۹۔ حضرت حجت اگر چہ غائب ہیں اور ہم آنحضرت کے فیض حضور سے

محروم ہیں لیکن آنحضرت کی راہ و روش کے موافق یا مخالف، اعمال کو جانتے ہیں، تو کیا

آنحضرت کو ہم اپنے اعمال و کردار سے خوش کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں (ہلکا ہی

کسی) سلام بھیجتے ہیں!؟ یا اپنے ناپسندیدہ اعمال و کردار سے آنحضرت کو ناراض اور

ناخوش کرتے ہیں!؟

۵۰۔ آنحضرت کے ظہور کے لئے دو طرح کی علامتیں بیان کی گئی ہیں

(۱) حتمی علامات (۲) غیر حتمی علامات۔ لیکن اگر ہمیں خبر مل جائے کہ وہ حضرت کل ظہور

فرمائیں گے تو اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے! اس بات کا لازماً یہ ہے کہ بعض

علامتوں میں ”بداء“ واقع ہو سکتا ہے۔ اور بعض دیگر حتمی علامتیں آنحضرت کے ظہور

سے متصل ہو کر رونا ہو سکتی ہیں۔

۵۱- امام زمانہ کے ظہور کا انتظار، آنحضرت کے چاہنے والوں کی ایذا رسانی کے ساتھ میل نہیں کھاتا ہے۔

۵۲- جو افراد امام زمانہ کا نام لیتے، انہیں پکارتے اور ان سے استغاثہ و فریاد کرتے ہیں آنحضرت ان پہ کس قدر مہربان ہوتے ہیں؟! وہ ماں باپ سے بھی زیادہ ان پہ مہربان ہوتے ہیں۔

۵۳- خاص طور سے دعائے شریف ”عَظَمَ الْبَلَاءُ وَبَرِحَ الْخَفَاءُ“ کو پڑھئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ وہ صاحب الامر کو بھیج دے۔

۵۴- خدا، امام غائب (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ظہور سے سارے شیعوں کا منہ میٹھا کرے! اور مٹھائیاں ضرورت سے ہٹ کر ڈالتے رکھتی ہیں لیکن آنحضرت کے ظہور کی شیرینی، شدید ترین ضرورت کا نام ہے۔

۵۵- کیا ہمیں اس فکر میں نہیں رہنا چاہئے کہ گریہ و زاری کے ساتھ مسلمانوں کی نجات اور آسودگی و خوشحالی کی خاطر، مصلح حقیقی حضرت حجت کے ظہور کی دعا کرتے رہیں!؟

۵۶- حضرت امام مہدی کے ظہور میں تعجیل کی دعا سے زیادہ اہم، آنحضرت کے ظہور تک ایمان کی بقاء، عقیدہ میں ثابت قدمی اور آنحضرت کا انکار نہ کرنے کی دعا کرنا ہے۔

۵۷- افسوس کہ سب کے سب اپنی شخصی حاجت پوری ہونے کے لئے

سمجھ سکران (واقعہ رقم) میں جاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ خود وہ حضرت لوگوں سے کس دعا کی التماس کرتے ہیں، کہ سب ان کے ظہور میں تعجیل کی دعا کریں۔

۵۸- ہر شخص کو اپنی فکر کرنا چاہئے اور حضرت حجت سے اپنا ارتباط اور اپنی ذاتی مشکل حل کرنے کا راستہ ڈھونڈنا چاہئے خواہ آنحضرت کا ظہور قریب ہو یا بعید!

۵۹- امام زمانہ جہاں موجود ہوں وہیں خضراء ہوتا ہے، مومن کا دل، جزیرہ خضراء ہوتا ہے، قلب مومن جہاں بھی ہو آنحضرت وہاں پہ قدم رکھتے ہیں۔

۶۰- دل، ایمان اور نور معرفت سے خشک و خالی ہو چکے ہیں، ایسا دل ڈھونڈئے جو ایمان اور ذکر خدا سے آباد ہوتا کہ ہم تمہیں بقلم خود لکھ کے دے دیں کہ امام زمانہ اسی قلب والے کے یہاں موجود ہیں!

۶۱- وہ ایسے افراد کے طلبگار ہیں جو صرف آنحضرت کا دم بھرتے ہیں۔ وہی لوگ ظہور کے منتظر ہیں جو خدا کے لئے اور خدا کی راہ میں آنحضرت کا انتظار کرتے ہیں، نہ کہ اپنی شخصی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے۔

۶۲- اگر ہم دین کی قطعی اور یقینی باتوں پہ عمل کریں تو سونے کے وقت اور محاسبہ کرتے وقت ہمیں سمجھ میں آجائے گا کہ ہم نے جو کام انجام دیئے ہیں ان میں سے کس کام سے قطعی طور پر امام زمانہ ہم سے راضی، اور ہمارے کن کاموں سے قطعاً ناراض ہیں۔

۶۳- بطور یقین کہا جا سکتا ہے کہ امام زمانہ کے ظہور میں تعجیل کی دعا موثر ہوتی ہے لیکن صرف زبان کی جنبش اور تعلقہ نہیں ہونا چاہئے۔

۶۳- ہاں، وہ تشنہ لبوں کو جرّعہ وصال اور عاشقانِ جمال کو آبِ حیات و معرفت دیتے ہیں کیا ہم معرفت کے تشنہ اور دیدار کے طالب ہیں اس کے باوجود وہ حضرت ہمیں آبِ حیات عطا نہیں کر رہے ہیں، جبکہ آنحضرتؐ کا کام ہی سارے لوگوں کی فریادِ رسی کرنا اور دنیا کے بے نواؤں کی مدد کرنا ہے!؟

۶۴- ائمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے: تم اپنی اصلاح کر لو، ہم خود ہی تمہارے پاس آجائیں گے، تمہیں ہمیں تلاش کرتے پھرنے کی ضرورت نہیں ہے!

۶۵- جب تک ولی عصر امام زماۃ کے ساتھ ہمارا رابطہ مضبوط نہ ہو ہمارے امور کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور امام عصرؑ کے ساتھ ہمارے رابطہ کا مضبوط ہونا، نفس کی اصلاح میں پوشیدہ ہے۔

۶۶- حدیث میں آیا ہے کہ آخری زمانے میں سب ہلاک ہو جائیں گے سوائے اُس شخص کے جو امامؑ کے ظہور کی دعا کرتا رہے، گویا یہی دعائے ظہور ایک امید ہے اور صاحب دعا (یعنی جس کے لئے دعا کر رہا ہے) کے ساتھ ایک روحی و معنوی ارتباط نیز غموں کے برطرف ہونے کا ایک مرحلہ ہے۔

۶۷- ہم کس قدر کہیں کہ ہر شیعہ کے دل میں حضرت صاحب العصر (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی ایک مسجد ہوتی ہے۔

۶۸- ہم میں سے ہر شخص اپنی اپنی شخصی ضرورتوں کی فکر میں لگا ہوا ہے، ہمیں حضرت امام زماۃ کی کوئی فکر نہیں ہے جن کی وجہ سے سب کو فائدہ پہنچتا ہے اور جن کی سب سے زیادہ ہمیں ضرورت ہے۔

۷۰- ہمارے گناہ اور برے اعمال کی وجہ سے ہی حضرت حجت مکیوں

سال سے بیابانوں میں در بدر اور خوفزدہ ہیں!

۷۱- جو شخص بھی کسی حاجت کے لئے کسی مقدس جگہ مثلاً مسجد جگرمان (جو کہ قم کے اطراف میں واقع ہے) جاتا ہے اسے چاہئے کہ آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے عظیم حاجت کی یعنی خود آنحضرتؐ کے ظہور کی خدا سے دعا کرے۔

۷۲- خدا جانے امام زماۃ کے دفتر میں ہم کن افراد کی فہرست میں قرار پائے ہیں! وہ حضرت جن کی خدمت میں بندوں کے اعمال ہفتے میں دو دن (پیر اور جمعرات کو) پیش کئے جاتے ہیں، بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمیں جیسا ہونا چاہئے ہم ویسے نہیں ہیں!

۷۳- باوجود اس کے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ ارتباط و اتصال پیدا کرنا اور شخصی پریشانیوں کا برطرف کرنا ہمارے اختیار کی چیز ہے (برخلاف ظہور کے اور برخلاف سارے انسانوں کی پریشانیوں کے برطرف ہونے کے) پھر بھی ہم اس بات کو کیوں اہمیت نہیں دیتے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ کس طرح ارتباط برقرار کیا جائے!؟

۷۴- سورج کا کام نور افشانی ہے چاہے وہ بادلوں کے پردے میں ہو۔ حضرت امام زماۃ بھی اسی طرح نور افشانی کرتے رہتے ہیں چاہے وہ غیبت کے پردے میں ہوں!... ہماری آنکھیں نہیں دیکھ پاتی ہیں لیکن کچھ افراد تھے اور ہیں بھی جو دیکھتے ہیں یا اگر نہیں دیکھتے ہیں تو آنحضرتؐ سے ارتباط رکھتے ہیں۔

۷۵- کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہمارے سرور و سردار حضرت ولی عصرؑ رنجیدہ ہوں

اور ہم خوش و خوش؟ اوہ اپنے چاہنے والوں کی مصیبت کے باعث، گریہ کنناں ہوں اور ہم

مسرور و شادماں؟! اس کے باوجود ہم خود کو آنحضرتؐ کا پیروکار جانیں!؟

۷۶۔ اے کاش ہم بیٹھتے اور اس بارے میں باہم گفتگو کرتے کہ امام

غائبؑ کب ظہور فرمائیں گے تاکہ کم از کم ہمارا شمار ظہور کا انتظار کرنے والوں میں ہو!

۷۷۔ اگر صاحبان ایمان، اپنی حقیقی پناہ گاہ کو پہچان کر اس کی پناہ حاصل

کریں تو کیا اس بات کا امکان ہے کہ اُس پناہ گاہ کی جانب سے عنایت نصیب نہ ہو۔

۷۸۔ اس کے باوجود کہ ہم پہ نہ وحی ہوتی ہے نہ الہام، ہم اُس واسطہ

فیض کی جانب توجہ نہیں کرتے ہیں جب کہ تمام تر پریشانیوں میں خواہ وہ معنوی ہوں یا

ظاہری، دنیوی ہوں یا اخروی، اُس واسطہ فیض (حضرت حجت علیہ السلام) کی طرف

رجوع اور توجہ کی جاسکتی ہے۔

۷۹۔ حضرت غائبؑ نہایت اعلیٰ علوم کے مالک ہیں اور ہر شخص سے

زیادہ، اسم اعظم خود آنحضرتؐ کے پاس ہے اس کے باوجود خواب یا بیداری میں جو بھی

شرف ملاقات پاتا ہے اس سے فرماتے ہیں: میرے لئے دعا کرو!

۸۰۔ پریشانیوں سے نجات پانے کا راستہ، خلوتوں میں امام زمانہؑ کے ظہور

کے لئے دعا کرنے میں منحصر ہے، لیکن ہمیشہ والی اور زبان کو بس بلا دینے والی دعا نہیں

ہونا چاہئے بلکہ دعا خلوص، صدق نیت اور توبہ کے ساتھ ہونا چاہئے۔

۸۱۔ سوال: میں ناچیز، امام عصر حضرت حجتؑ کی زیارت کا مشتاق ہوں،

جناب عالی سے گزارش کرتا ہوں کہ اس سعادت سے سرفراز ہونے کے لئے میرے

واسطے دعا فرمائیں۔

جواب: آنحضرتؐ کے ظہور میں تعجیل کی دعا کے ساتھ آپؐ کی خدمت

قدس میں زیادہ سے زیادہ صلوات ہدیہ کیجئے، اور مسجد بھکران زیادہ جایا کیجئے اور

وہاں کی نمازیں بجالائیے۔

۸۲۔ ہم طلب کو اس فکر میں رہنا چاہئے کہ اپنے مولا و آقا امام زمانہؑ سے

ہم کس طرح حمایت اور تائید حاصل کر سکتے ہیں؟! یعنی ہم کیسے درس پڑھیں، کیسا روئیہ

چنتائیں کہ ہمارے مولا ہماری حمایت اور تائید فرماتے رہیں!؟

چوتھی فصل

نماز اور مناجات کے کچھ اسرار

۸۳- نماز خدا کی بارگاہ میں ملاقات اور حاضری کا سب سے اعلیٰ وقت

ہے، نماز کو خضوع و خشوع کے لئے قرار دیا گیا ہے جس میں خضوع و خشوع کے تمام مراتب و مدارج موجود ہیں۔

۸۴- نماز ایک ایسا جام ہے جو لذیذ ترین لذتوں سے بھی زیادہ لذیذ

ہے، اور عالم وجود میں اس سے زیادہ خوشگوار شراب کا وجود ہی نہیں ہے۔

۸۵- نماز، عبودیت کا ایسا سب سے عظیم مظہر ہے جس میں حضرت حق کی

جانب توجہ مرکوز ہوتی ہے۔

۸۶- ساری لذتوں کا تعلق، روح سے ہوتا ہے اور جولد میں خوشبو میں یا

عورتوں کے ذریعہ حلال صورت میں تشکیل پاتی ہیں اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ پیمانے پر وہ لذتیں نماز میں موجود ہوتی ہیں۔

۸۷- تقرب الہی کے مراتب ہوتے ہیں اور ان میں سب سے اعلیٰ مرتبہ

لقاء الہی کا مرتبہ ہے اور تقرب کے مراتب میں سے ہر مرتبہ کے لئے ایک ذریعہ تقرب ہوتا ہے اور سب سے بلند ذریعہ تقرب، نماز ہے۔

۸۸- نماز، مومن کی معراج ہے اور معراج میں تقرب اور لقاء کا حاصل

ہونا لازمی ہے۔ مومن کا لقاء الہی کے بعد کسی حبشی اور بد شکل عورت (یعنی غیر خدا) کے پاس جانا تو دور کی بات ہے وہ تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔

۸۹- ہم کوئی عظمت نہیں رکھتے، بس اتنی سی عظمت رکھتے ہیں کہ کھڑے

ہوتے ہیں، پھر اسی کو رکوع یعنی نصف کر لیتے ہیں پھر سجدہ میں جا کر خاک کی طرف واپس پلٹ جاتے ہیں۔

۹۰- شاید بار بار نماز پڑھنے کی حکمت (اہمیت اور تاکید کے علاوہ)

سیر صعودی ہو، اس معنی میں کہ ہر بعد والی نماز پہلی والی سے بہتر ہو اور پہلی والی نماز بعد والی کے لئے راستہ ہموار کرے۔

- نماز میں بھڑے کا قیام، بندگی اور سکون کا اظہار ہوتا ہے اور اس بات کا اعلان کہ بندہ خود سے کوئی جنبش نہیں کر سکتا ہے، اور سجدہ تو خضوع کی انتہا کا نام ہے۔

۹۲- سوال: اختصار سے بتائیے کہ حضور قلب کیسے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: بسمہ تعالیٰ: اگر مراد، حضور قلب ہے تو وہ نوافل اور مستحب

عبادتوں سے حاصل ہوتا ہے اور ان میں سے ایک مستحب یہ ہے کہ فرادی نماز کو جماعت میں تبدیل کیا جائے، اور حضور قلب اس طرح سے حاصل ہو سکتا ہے کہ غفلت

قلب کے اوقات میں خود پہ زیادہ دباؤ نہ ڈالے اور توجہ کے اوقات میں خود سے اُسے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

۹۳- سوال: نماز میں حضور قلب اور ذہنی یکسوئی کے لئے کوئی طریقہ

بیان فرمائیے!

جواب: بسمہ تعالیٰ: جس گھڑی توجہ پیدا ہو جائے اُس گھڑی کو خود سے

باتھ سے نہ جانے دیجئے!

۹۴- نماز کی اصلاح سے ظاہر و باطن کی اصلاح اور ظاہری و باطنی برائیوں سے دوری لازم آتی ہے، اور اصلاح نماز کا ایک راستہ یہ ہے کہ نماز شروع کرتے وقت حضرت ولی محض سے حقیقی توستل کیا جائے۔

۹۵- نماز شب پڑھنے والے بڑے پوشیدہ طریقے سے سبقت کی بازی

جیت لے گئے۔

۹۶- سوال: ہم نماز شب کی توفیق پانے کے لئے کیا کریں؟

جواب: اگر سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھنے اور اس کا اہتمام برتنے سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو پھر نماز شب آدھی رات سے پہلے پڑھ لی جائے۔

۹۷- سوال: نماز شب اور سحر خیزی کے سلسلے میں ذرا سست ہوں،

برائے کرم رہنمائی فرمائیے!

جواب: نماز شب کے سلسلے میں سستی اس طرح سے دور ہو سکتی ہے کہ آپ طے کر لیں کہ جس رات بھی آپ کو نماز شب پڑھنے میں کامیابی نہ ملے اس کی قضا بجالائیں گے۔

۹۸- آیہ کریمہ: "إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ"

(سورہ بکبوت آیہ ۴۵) (یعنی نماز انسان کو برے اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے) سے سمجھ میں آتا ہے کہ "جو شخص برے اور ناپسند کاموں سے پرہیز نہیں کرتا ہے واقعا اس سے

کی نماز نماز نہیں ہوتی ہے!"

۹۹- نماز میں لذت کا احساس پیدا کرنے کے لئے کچھ مقدمات، نماز

سے باہر لازم ہوتے ہیں اور کچھ مقدمات خود نماز کے اندر، جو مقدمات نماز سے پہلے نماز کے باہر قابل لحاظ و عمل ہیں یہ ہیں کہ انسان گناہ نہ کرے اور دل کو سیاہ اور تاریک نہ بنائے، معصیت، روح کو آلودہ اور دل کی نورانیت کو ختم کر دیتی ہے اور خود

نماز کے دوران بھی انسان کو چاہئے کہ ایک زنجیر اور ایک تار اپنے چاروں طرف کھینچ

لے تاکہ وہاں غیر خدا داخل نہ ہو سکے، یعنی اپنے ذہن کو غیر خدا سے الگ کر لے۔

۱۰۰- حضور قلب کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ پورے چوبیس گھنٹے

اپنے حواس یعنی آنکھ کان وغیرہ پہ کنٹرول رکھے، کیونکہ حضور قلب حاصل کرنے کے لئے کچھ مقدمات کا فراہم کرنا ضروری ہے، یعنی ہم سارے دن اپنی آنکھ، کان اور

بوسے اعضاء و جوارح پہ کنٹرول رکھیں۔

۱۰۱- اگر ہم جان لیں کہ انسان کے امور کی اصلاح، عبادت کی اصلاح

سے وابستہ ہے اور عبادت میں سرفہرست نماز ہے اور نماز کی اصلاح، خشوع و خضوع سے اور خشوع و خضوع بھی لغو باتوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے تو پھر معاملہ تمام ہے۔

۱۰۲- یہی نماز جسے ہم اس ڈر سے انجام دیتے ہیں کہ ترک کرنے کی

صورت میں ڈنڈے، تازیانے اور جہنم کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن اولیاء حضرات فرماتے ہیں کہ نماز ہر چیز سے زیادہ لذیذ چیز ہے۔

۱۰۳- یہی سادہ اور سامنے کی چیزیں جیسے نماز بعض کو آسمانوں تک پہنچا دیتی ہے اور بعض کے لئے کچھ بھی نہیں ہوتی ہے، بعض کے لئے اعلیٰ علیین ہوتی ہے اور بعض کے لئے کچھ بھی معلوم نہیں کہ یہ عجب کڑوی ہے یا میٹھی۔

۱۰۴- سوال: میں چاہتا ہوں کہ نماز میں سارے اذکار کو درک کروں اور سمجھوں، اور اُس نور کو درک کروں تاکہ اُس نور کے ساتھ آگے بڑھوں۔

جواب: بسمہ تعالیٰ: آپ حضور قلب کے شرائط کے ساتھ اپنے اعمال انجام دیتے رہیں اس کے بدلے میں کیا ہوگا، یہ ہم سے مربوط نہیں ہے۔

۱۰۵- سجدہ، خضوع کی انتہا ہے یعنی کہ ہم ہنچ اور تیرے سامنے خاک ہیں۔

۱۰۶- سوال: حکم الہی مخصوصاً نماز کی ادائیگی میں خشوع و خضوع کے

ساتھ رہنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا؟

جواب: نماز کے آغاز میں امام زمانہ علیہ السلام سے حقیقی توکل کیجئے اور

عمل کو کامل طریقے پر انجام دیجئے۔

۱۰۷- سوال: گذارش ہے کہ ایک مختصر اور جامع بات نماز کے بارے

میں تحریر فرمائیے جو ہمارے لئے نصب العین قرار پائے۔

جواب: بسمہ تعالیٰ: نماز کی فضیلت کے بارے میں عالی بیانات میں

سے سب سے اعلیٰ مرتبہ پر معصوم کا یہ معروف ارشاد ہے: "الصَّلَاةُ مَعْرَاجُ

الْمُؤْمِنِ" (نماز مومن کی معراج ہے) یہ ان افراد کے لئے جو اس ارشاد کی صداقت پر

یقین رکھتے اور اس بلند مقام کو حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں (نصب العین کی

حیث رکھتا ہے)۔

۱۰۸- سیر و کمال کے لئے قرآن و احادیث میں اس قدر ترغیب و تشویق

ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص ان سے بہرہ مند نہ ہو تو پھر اس کی عقل میں فتور اور خلل

ہے نماز پڑھنا اہل افراد کے لئے حلو کھانے جیسا ہے لہذا نماز پڑھنے سے وہ خستہ

نکس ہوتے ہیں۔

۹- مہر المؤمنین علیہ السلام کے ارشادات میں بھی آیا ہے: "وَأَعْلَمُ أَنَّ كُلَّ

شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبِعَ لَصَلْوَتِكَ" (جان لو کہ تمہارے سارے اعمال تمہاری نماز

کے تابع ہیں) ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ بزرگ علماء کی حالت نماز میں عجیب و غریب

کجیت ہوتی تھی اس طرح کہ گویا وہ نماز سے باہر کے انسان ہی نہیں ہیں۔

۱۱۰- حدیث: "تَنْعَمُوا بِعِبَادَتِي فِي الدُّنْيَا فَإِنَّكُمْ تَتَنَعَّمُونَ بِهَا

فِي الْآخِرَةِ" (دنیا میں میری عبادت سے لذت حاصل کرو کیونکہ آخرت میں اسی سے

تمہیں محظوظ ہونا ہے) سے سمجھ میں آتا ہے کہ عبادتوں میں محظوظ ہونے کی صلاحیت

پائی جاتی ہے لیکن ہم عبادت کو اس طرح بجالاتے ہیں کہ گویا ہمارے سر کے اوپر کوڑا

دھریا جا رہا ہو... گویا ہم کڑوی دوا مجبوری میں کھا رہے ہوں۔

۱۱۱- سوال: بعض اوقات عبادتوں میں ریاکاری کرنے لگتا ہوں، بعد

میں بزرخ ہوتا ہے اس کا علاج کیا ہے!؟

جواب: اس کا علاج یہ ہے کہ ریاکاری کریں لیکن اگر بادشاہ اور فقیر کے

مقابلے میں ہو تو بادشاہ کے لئے ریاکاری کریں، (اگر آپ اہل ہیں تو اس بات کو خوب

سمجھنے کی کوشش کریں۔)

۱۱۲۔ اصلی معیار، نماز ہے۔ یہ نماز سب سے اعلیٰ ذکر ہے، سب سے میٹھا ذکر ہے، سب سے برتر چیز ہے، ہر چیز نماز کے تابع ہے، ہمیں کوشش کرنا چاہئے کہ نماز کو باقاعدہ صحیح کریں، جب نماز صحیح ہو جائے گی، باکیفیت ہو جائے گی تو انسان، انسان ہو جائے گا۔ بہر حال کسوٹی نماز ہی ہے۔

۱۱۳۔ بندہ جب حضرت حق تعالیٰ کی مقدس بارگاہ سے واپس آتا ہے تو پہلی چیز جو تھکے میں لاتا ہے وہ حضرت حق کی طرف سے سلام کا تحفہ ہوتا ہے، مسجد کو فدی دعائیں آتی ہیں: "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمَنْكَ السَّلَامُ وَالنَّيْكَ يَرْجِعُ وَيَعُودُ السَّلَامُ حَيْنًا رَبَّنَا مِنْكَ بِالسَّلَامِ" (بارالہا! تو خود سلام ہے اور سلام تیری ہی جانب سے ہے اور تیری ہی طرف پلٹتا ہے میرے پروردگار! ہمیں تو اپنی طرف سے سلام کے ذریعہ تحیت مرحمت فرما!)

۱۱۴۔ کس قدر مناسبت رکھتی ہے تکبیر، نماز میں داخل ہونے کے ساتھ اور سلام، نماز سے باہر آنے کے ساتھ، یعنی دنیا کی ساری چیزوں کو اور سارے بزرگوں اور بڑوں کو کنارے چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ اکبر یعنی سب سے بڑا ہے... نماز گزار تکبیر کے ساتھ، حرم الہی میں داخل ہوتا ہے لیکن ہم کیا جانیں کہ یہ چیزیں کیا ہوتی ہیں! حدیث میں ہے کہ: "لَوْ عَلِمَ الْمُصَلِّي مَا يَغْشَاهُ مِنْ جَلَالِ اللَّهِ لَمَا انْفَتَلَ عَنْ صَلَاتِهِ" (اگر نماز گزار کو علم ہو جائے کہ جلال الہی نے کس درجہ اسے اپنے احاطے میں لے رکھا ہے تو ہرگز نماز سے الگ نہ ہو۔)

۱۱۵۔ خدا کا ذکر، حالت نماز میں سب سے بہترین ذکر ہے کیونکہ نماز،

محو تکبر ہے اور نماز گزار کعبے اور حرم امن الہی میں داخل ہو چکا ہے اور اس بات پر بنا کر کبھی ہے کہ باب تکبیر سے داخل ہو اور باب تسلیم سے باہر آئے۔

۱۱۶۔ ایک مقام پہ آیا ہے کہ "خدا نے احسان کیا ہے جو یہ حکم دیا ہے کہ تھوق اپنے خالق سے خلوت میں راز و نیاز کرے اور یہ بات منافات نہیں رکھتی ہے کہ لوگوں کے بھی روبرو ہوا کرے۔ گویا بندہ جب خدا سے خلوت میں راز و نیاز کرتا ہے تو خالق بھی اس کے ساتھ خلوت میں راز و نیاز کرنے لگ جاتا ہے۔

۱۱۷۔ ہاں یہ بجا ہے کہ انسان نماز میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کرے اور کہے: "اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي زَوْجَةً صَالِحَةً" (خدا یا! نیک بیوی کو میرا رزق قرار دے) یا کہے: "اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي وَلَدًا بَارًّا" (خدا یا! نیک اور فرمانبردار اولاد کو میرا رزق قرار دے!)۔

پانچویں فصل

اخلاق اور سیر و سلوک کے حوالے سے

۱۱۸۔ خدا کرے کہ ہمارے اندر قرآن، دین اور بنداری کے مقدمات و لوازمات کے تئیں باطنی گرمی اور باطنی انس موجود ہو اور قرآن و عترت ہمارے لئے کافی ہوں تاکہ ہمارے نزدیک دین کی حقانیت یقینی ہو جائے۔

۱۱۹۔ بعض مقررانِ الہی کو لقمائے بہشت کے شوق سے موت آگئی، کیونکہ رحمت و نعمت کی یا عذاب و نعمت کی آیتیں سننے سے توحید پرست انسان کے اندر تگ و بھڑا اثر ہوتا ہے...

۱۲۰۔ خدا جانتا ہے کہ معنوی مقامات رکھنے والوں کی خلوت و مناجات کے اوقات میں کیفیت ہوتی ہے اور فکر کی خاموشی انوارِ الہی کے مشاہدے کے نتیجے میں (تھوڑی سی تو مدت کے لئے سہمی) انہیں کس طرح سوز و گداز میں مبتلا کر دیتی ہے۔

۱۲۱۔ اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے میں معصیت اور شیطان و نفس کی پیروی کرنے میں معاملہ دو باتوں کے درمیان گردش کرتا ہے کہ یا تو اُس ذات کے ساتھ مجالست (ہم نشینی) اختیار کریں جو حیات و موت، امیری و غریبی، صحت و بیماری، اسپتال اور ڈاکٹر، خزانہ اور شدت وغیرہ ہر چیز کا مالک ہے یا اس کی مجالست، جس کے ساتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

۱۲۲۔ جب ہم طاعت کا عزم کرتے ہیں تو ایک ایسی ذات سے رفاقت کرتے ہیں جو ہم نشینی کا عزم کرتے ہیں جو غنی، قادر، دانا اور کریم ہے، اور جب معصیت کا عزم کرتے ہیں تو ایسے کی رفاقت اور ہم نشینی کا عزم کرتے ہیں جو محتاج، عاجز، جاہل اور غریب (خسین، کمینہ) ہے۔

۱۲۳۔ طاعت کو آسان بنانے اور معصیت سے اجتناب کرنے کا اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم متوجہ ہوں اور یقین کر لیں کہ طاعت یعنی تمام نعمتوں، دولتوں اور عزتوں سے نزدیک ہونا اور معصیت یعنی محرومیوں، غموں، حزن و اندوہ اور دعا و توسل کرنے اور قضاء و قدر الہی پہ سہم تسلیم خم

۱۲۴۔ اگر کسی کے اندر اہلیت ہو یعنی طالب معرفت ہو اور اس طلب میں سنجیدگی اور خلوص ہو تو اللہ کے اذن سے درود یوار تک اس کے معلم بن جاتے ہیں۔

۱۲۵۔ ہمارے اماموں نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم یقینی باتوں پر عمل کریں اور یقین حاصل نہ ہو وہاں توقف یعنی احتیاط سے کام لیں۔

۱۲۶۔ بہتر ہے کہ انسان ہر کار خیر میں ہی اپنا نام لکھوائے اور خود کو اُس میں شریک نہ بنائے اس لئے کہ کل قیامت کے دن معلوم نہیں کون سا عمل قبول ہوگا اور کون سا عمل رد کر دیا جائے گا۔

۱۲۸۔ انسان کو کار خیر اور اس کے انجام دینے کی کیفیت کے بارے میں

غور و فکر کرنا چاہئے اور اس کی فکر میں ایسی جدت اپنانا چاہئے کہ جو منزل تک پہنچنے میں

مفید ہو۔

۱۲۹۔ انسان موت سے کس قدر نزدیک ہے اس کے باوجود کس قدر اسے

دور سمجھتا اور اس سے غفلت برتتا ہے!

۱۳۰۔ ہم ہر رات برزخ کے جہانوں میں جاتے ہیں کہ جس کا اختیار

ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتا ہے، اس کے باوجود اس طرح موت سے غافل ہیں۔

۱۳۱۔ کیا کہنا اس شخص کی سعادت کا جو بہترین حالت کے ساتھ دنیا سے

جائے اور آخرت میں اس کا استقبال کیا جائے۔

۱۳۲۔ ایک جنس اور ایک شکل و صورت اختیار کرنا اور کافروں سے گھل

کر رہنا مسلمانوں پر ان کے تسلط و حکومت کو زیادہ آسان کر دیتا ہے۔

۱۳۳۔ خدا کرے کہ ہمارے اندر قرآن اور عترت دونوں سے ہی عشق

پیدا ہوتا کہ پہلے قرآن و عترت کی وحدت اور ان دونوں سے مرکب معجون کو درک

کر سکیں اور دوسرے پیروی اور عمل کی منزل میں دونوں کا ہی لحاظ کرتے ہوئے دونوں

کے محور پر عاشقانہ طواف کریں اور جان لیں کہ وہ ہر معشوق سے زیادہ عشق کرنے کے

لائق ہیں۔

۱۳۴۔ انسان، خاص انبیاء کے مخصوص مدارج و کمالات کے علاوہ

انبیاء کے جملہ مدارج و کمالات پر فائز ہو سکتا ہے۔

۱۳۵۔ انسان کا سارا نقص، نفس کی پیروی اور انبیاء کی تعلیمات و متابعت

سختی میں ہے۔

۱۳۶۔ محال ہے کہ کوئی شخص قناعت کا راستہ اختیار کئے بغیر جو کچھ اس کے

پاس ہے اس پر راضی ہو جائے، اس کے برخلاف اگر کوئی شخص قناعت اختیار کرے

اس کے ضروریات چاہے جس قدر زیادہ ہوں وہ اُس تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔

۱۳۷۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح سے بھوک اور پیاس کے وقت ہمیں

کھانے اور پینے کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ

موت کی پریشانیوں کو برطرف کرنے کے لئے اُن کی خاطر دعا کی ضرورت کا ہمیں

احساس پیدا ہو!

۱۳۸۔ کیا مسلمانوں اور صاحبان ایمان کے حالات اور امور سے بے

خوشی برتنے کے باوجود ہم منزل مقصود تک صحیح و سالم پہنچ سکتے ہیں!؟

۱۳۹۔ ایسا کوئی کام نہیں ہے جس میں احتیاط کرنے سے پشیمانی حاصل

ہو۔

۱۴۰۔ غریبوں کو اپنی تنگدستی اور غربت و ناداری میں صبر و شکیبائی سے کام

لینا چاہئے اور جان لینا چاہئے کہ وہ بھی کچھ ایسی نعمتوں سے بہرہ مند ہیں جن سے

بہرہ مند نہیں ہیں۔ اور دولت مند لوگ ایسی بلاؤں اور پریشانیوں سے دوچار رہتے

ہیں جن سے بے نوا اور نادار لوگ دوچار نہیں رہتے ہیں۔

۱۴۱۔ زندگی کی خوبی اور خوشی صرف آسائش کے امکانات کی زیادتی میں

نہیں ہے، باطنی آسائش، رفاہ و خوشی اور دل کا سکون، ظاہری اسباب رفاہ و راحت کی

موجودگی سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات، ظاہری رفاہ و راحت کے امکانات، باطنی تشویش و ناخوشی اور اضطراب کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

۱۴۲- خدا کرے کہ ماڈی چیزیں ہمارے لئے وسیلہ ہوں اس طرح سے کہ جب دنیا کی چیزوں کا رخ ہماری جانب ہو تو اس سے معنوی باتوں اور آخرت کے امور کی طرف ہماری توجہ و رجحان میں اضافہ ہو۔

۱۴۳- بعض علماء اوّل وقت کی نماز یا نماز شب کی تاکید کے ذریعہ اپنی اولاد کی مستقبل کی زندگی کی ضمانت فراہم کر دیتے تھے۔

۱۴۴- راحت و آسائش کے امکانات کا موجود ہونا اور چیز ہے اور دل کی راحت، سکون اور آسودگی اور چیز ہے۔ ”أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ“ (سورہ رعد، آیہ ۲۸) یعنی دل کے سکون و اطمینان کا تہا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے، لیکن ہم اسباب تکلیف کرتے اور مسبب الاسباب سے غافل رہتے ہیں۔

۱۴۵- اگر ہم توجہ نہ دیں اور اہل ایمان جن پریشانیوں اور الجھنوں میں گرفتار ہیں ان کے برطرف ہونے کے لئے دعا نہ کریں تو وہ پریشانیاں ہمارے قریب بھی آسکتی ہیں۔

۱۴۶- خدا جانتا ہے کہ یہی سادہ اور مختصر عبادتیں اگر اہل افراد سے ظہور میں آتی ہیں تو ان کے کیا اثرات ہوتے ہیں!؟

۱۴۷- گذشتہ علماء کے حالات زندگی اور سوانح عمری کی طرف مراجعہ کرنا اخلاق کی معتبر کتابوں کی طرف رجوع کرنے کے برابر ہے۔

۱۴۸- خدا ہمیں مستہ رہنے کی توفیق دے کہ اگر بلا اور آزمائش میں چل جائیں تو برے کو اچھا اور اچھے کو بُرا نہ سمجھ بیٹھیں۔ ہم خراب ہیں، خدا کرے ہم سمجھ لیں کہ ہم خراب ہیں تاکہ اپنی اصلاح اور علاج کی فکر کر سکیں۔

۱۴۹- خدا کی طرف توجہ اور دعا کی حالت، راحت و سکون کی حالت ہوتی ہے کہ ”وَفِيْ مُنَاجَاةِكَ اُنْسِيْ وَرَاحَتِيْ“ (تیری مناجات میں میری آسودگی اور راحت ہے)۔

۱۵۰- انسان کا کمال، بس تقویٰ میں ہے، نہ ایک لفظ کم نہ ایک لفظ زیادہ۔

۱۵۱- رحمتِ خدا کس قدر ان افراد کے شامل حال ہوتی ہے جو بے پروا نہ ہوں اور ان ساری پریشانیوں اور بلاؤں کے برطرف ہونے کی خاطر جو مسلمانوں اور ایمان والوں پہ نازل ہوتی ہیں بارگاہِ الہی میں گریہ اور تضرع و زاری کرتے ہیں۔

۱۵۲- اگر انسان اپنی تکالیف اور ذمہ داریوں کا خیال رکھے تو فرشتے سے محبت ہوتا ہے اور پھر اسے کسی بات کا غم نہیں ہونا چاہئے۔

۱۵۳- ہمارے اماموں نے یہ دعائیں ہمارے حوالے کی ہیں تاکہ ہمیں توجہ غرق دیکھیں۔

۱۵۴- انبیاء اس لئے آئے تاکہ ہمیں دنیا اور دنیا کی رغبت سے دور رکھیں۔

۱۵۵- چھ ہزار سال کی عبادت کے باوجود شیطان کا انجام برا ہوا، کیا یہ ممکن

ہے کہ ہم خود پہ مغرور نہ ہوں؟! ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

۱۵۶۔ اے کاش ہم سمجھ لیتے کہ چارہ کار ایک چیز میں منحصر ہے اور وہ یہ ہے کہ تکلیفِ الہی کو معین کریں اور جان لیں کہ کون سا کام ہمیں کرنا چاہئے اور کون سا کام نہیں کرنا چاہئے۔

۱۵۷۔ خود پسندی، تکبر اور حسد، اعمال کو قبول ہونے سے روک دیتے ہیں کیونکہ خدائے سبحان فرماتا ہے: "إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ" (سورہ مائدہ، آیت ۲۷) یعنی اللہ صرف تقویٰ والوں کا عمل قبول کرتا ہے۔

۱۵۸۔ نااہل لوگوں کی بدگوئی اور توہین سے نہ تو ہمیں ناراض ہونا چاہئے اور نہ ہی اپنی راہ اور منزل سے سُست اور بے حوصلہ ہونا چاہئے۔

۱۵۹۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم ہمیشہ اُسی کے ساتھ رہتے ہوئے سرچشمے سے متصل رہیں، کیونکہ اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔

۱۶۰۔ ہمارا فریضہ یہی ہے کہ امکان کی صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دیں، لیکن یہ بات کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

۱۶۱۔ ہم کیا جانیں خدا جانتا ہے کہ بعض مشکلیں بعض فیوض و برکات کے لئے شرط ہوتی ہیں۔ ایک شخص کا کہنا تھا کہ میں ایک پریشانی میں مبتلا ہوا تو میری معلومات میں بے حد اضافہ ہو گیا۔

۱۶۲۔ میرا خیال ہے کہ امام حسینؑ پر گریہ کرنے کی فضیلت، نماز شب سے

زیادہ ہے۔

۱۶۳۔ حزن و اندوہ اور گریہ و بکا، قلبی عمل ہے، اس حد تک کہ گریہ ہوا تو خدا تبارک و تعالیٰ کے قبول ہو جانے کی علامت ہوتا ہے۔

۱۶۴۔ ہر وہ عمل جس کے ذریعہ ہمارے اندر حال پیدا ہوا اور ہماری توجہ خدا کی جانب زیادہ پیدا ہو اسی عمل میں لگ جانا چاہئے اور خود کو اسی عمل کے ساتھ ذکر و مراقبہ اور حضرت حق کی جانب توجہ کے ذریعہ مشغول رکھنا چاہئے۔

۱۶۵۔ وہ افراد جو انبیاء کی طرح تبلیغ پہ مامور ہیں اور بغیر کسی توقع اور احسان گزاری کے، انبیاء کا کام انجام دیتے ہیں خدا جانتا ہے کہ ان کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ انہیں اس بات کا علم ہو کہ کن باتوں کو بجالانا چاہئے اور کن باتوں کو ترک کرنا چاہئے اور وہ جن باتوں کا حکم دیتے اور جن باتوں سے روکتے ہیں خود اس پر عمل بھی کرتے ہوں۔

۱۶۶۔ جب بھی کسی انسان کے لئے درس دینے، پڑھنے یا لکھنے کا موقع ملے تو اسے تو اسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

۱۶۷۔ عقل کے نور سے بھی اصولِ دین اور فروعِ دین کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ منطقی قواعد اور عقلی استدلال کے مخالف ہیں وہ بے دینی کے مروج ہیں، کیونکہ: "لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَقْلَ لَهُ" (جس کے یہاں عقل نہیں اس کے وہاں دین نہیں)۔

۱۶۸۔ جناب سلمان (رضوان اللہ تعالیٰ علیہ) کو تکالیف کی شناخت، ان پر عمل کرنے اور چراغِ عقل کے ساتھ شریعت کی پیروی کرنے کے نتیجہ میں اول و آخر کا

علم حاصل ہو گیا تھا۔

۱۶۹ - انسان کا دیندار ہونا اُس وقت معلوم ہوتا ہے جب وہ دنیا و آخرت اور خواہش نفسانی و شیطان کی متابعت یا خدائے رحمان کی بندگی کے دو راہے پر قرار پاتا ہے۔

۱۷۰ - ہم پروائے ہو اگر ہم معنویت و روحانیت کو دنیا کی مادی اور فانی چیزوں تک پہنچنے کا مقدمہ اور ذریعہ قرار دیں۔

۱۷۱ - انسان مومن کو کس قدر لحاظ رکھنا چاہئے کہ خلاف یقین کا مرتکب نہ ہو! دین کا تحفظ آگ کے اوپر چلنے یا آگ کو ہاتھ میں لئے رہنے کے برابر ہوتا ہے۔

۱۷۲ - اگر ہم چاہتے ہیں کہ گھر کی فضا خوشگوار اور صاف و شفاف رہے تو بس صبر و استقامت، درگزر، چشم پوشی اور مہربانی کا مظاہرہ کریں تاکہ گھر کا ماحول حرارت اور نور سے معمور رہے۔

۱۷۳ - کہا کہتا اُس شخص کا جو اپنی خطا پہ نظر رکھے، اپنے عیب پہ دھیان دے، دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی کرے اور خود کو کامل اور بے نقص نہ سمجھے۔

۱۷۴ - ہمیں چاہئے کہ خطا اور اشتہاہ کی تاویل کا دروازہ اپنے لئے بند کر لیں اور ہر خطا کے اوپر استغفار کے لئے زبان کھلی رکھیں اور اگر وہ خطا تلافی کے قابل ہو تو فوراً اُس کی تلافی کریں۔

۱۷۵ - خدا نہ کرے کہ انسان کی نظر میں حرام کام زینت قرار پا جائے، یہ ایک قلبی بیماری ہے جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے اور حلال راستے موجود ہونے کے باوجود کہ جو اس کی ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں وہ خود کو حرام کام میں مبتلا کر لیتا ہے۔

۱۷۶ - انسان اپنے اختیار سے جناب سلمان کا یا پھر ابو جہل کا بھی ہم نشین

۱۷۷ - نجات کا راستہ، اللہ کی طرف بھاگنا اور رجوع کرنا نیز اس کے

۱۷۸ - اگر انسان کے دل کو ذرا الہی سے اطمینان نصیب ہوتا ہے تو وہ "یٰٰنَا نَفْسُ الْمُطْمَئِنِّۃُ" (سورہ فجر، آیہ ۲۷) "اے نفس مطمئنہ" کا مخاطب قرار

۱۷۹ - انبیاء کی وحی اور تعلیم کے بغیر، انسان کے علم و آگاہی کا نقصان، نفع

۱۸۰ - ہمیں مشکلات میں قدم قدم پہ کتاب شریعت پہ نظر رکھنا چاہئے!

۱۸۱ - بہتر ہے کہ انسان آج کا کام کل پہ بلکہ کسی وقت کا کام دوسرے

۱۸۲ - ہم پروائے ہو اگر ہم کھانے پینے کی چیزوں میں حرام سے پرہیز نہ کریں! کیونکہ

۱۸۳ - خدا جانتا ہے کہ غذا کا انسان کے ایمان و کفر اور خیر و شر کے اعمال

میں کتنا عمل دخل ہوتا ہے۔

۱۸۴۔ خدا خود بلا کو بھیجتا ہے تضرع کی خاطر: "اِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا" (سورہ انعام، آیہ ۴۳) "یعنی جب ان کے پاس ہماری طرف سے بلا آئی" اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا بندے سے تضرع و زاری چاہتا ہے اور یہ خدا کو مطلوب و محبوب ہے۔

۱۸۵۔ اگر آپ دعا کے ذریعہ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی زبان حال یہ ہونا چاہئے کہ ہم خدا کے حضور سر تسلیم و رضامت کئے ہوئے ہیں، وہ جو چاہے کرے، ہم تو صرف فرض بندگی پہ عمل کرنا چاہتے ہیں۔

۱۸۶۔ خدا جانتا ہے کہ یہ مراقبہ اور توجہ کی حالت، انسان کی روح اور تحصیل علم و معرفت میں کس قدر اثر انداز واقع ہوتی ہے۔

۱۸۷۔ اس بات میں شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اگر انسان اس بات میں کامیاب ہو جائے تو بس یہی اس کے لئے کافی ہے اور اس میں پُرمشقت اور دشوار ریاضتوں کے سارے مطالب اور نتائج بھی موجود ہیں، اور وہ بات یہ ہے کہ انسان ہمیشہ خود کو خدا کے حضور میں محسوس کرے، خدا کو تمام حالات میں خود سے آگاہ، ہر جگہ حاضر، اور اپنے جملہ امور و احوال پر اُسے ناظر و نگران سمجھے۔

۱۸۸۔ اعلیٰ ترین ہدف اور مقصد تک پہنچنے کے لئے ہم میں سے ہر شخص کو مسافت کا سامنا کرنا ہے، ہمیں کوشش کرنا چاہئے کہ ہم اس مسافت کو طولانی اور بارسفر کرنا زیادہ گراں اور سنگین نہ بنائیں۔ گناہ، مقصد تک پہنچنے میں بارسفر کی زیادتی اور مسافت کی دوری کا سبب بنتے ہیں۔

۱۸۹۔ ہماری ساری پریشانیاں اور مصیبتیں، ہماری ناشکری اور کفرانِ نعمت کے نتیجے میں بنتی ہیں۔

۱۹۰۔ شکرِ نعمتوں میں اضافے کا سبب ہوتا ہے، اگر آپ شکر نہ بجالائیں تو نعمتوں کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، لہذا اگر ہم دیکھیں کہ اضافہ نہیں ہو رہا ہے تو بغیر کسی شک کے یقین کر لیتا چاہئے کہ شکر انجام نہیں پایا ہے۔

۱۹۱۔ شکرِ نعمت کے معنی ہیں اطاعتِ خدا جو کہ نعمت کی زیادتی کا موجب بنتے اور نعمت کی ناشکری کے معنی ہیں معصیتِ خدا جو کہ اس کی طرف سے عذاب کا باعث بنتی ہے۔

۱۹۲۔ اگر بندہ اپنی توجہ اور ارتباط کو غیر خدا سے منقطع کر لے تو لامحالہ خدا سے الٹا ہو جائے گا۔

۱۹۳۔ اگر ہم علماء سے دور ہو جائیں تو ہمارے امور کا علاج ناممکن ہو جائے گا۔ اور عالم سے مراد عالم باللہ اور عالمِ دین ہے، نہ کہ ہر علمائے والا۔

۱۹۴۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اتنی زیادہ کرنا کہ اگر کوئی سونا چاہے اور اس کی چیز سے سونے کے تویہ اہل تدبیر کی سیرت کے خلاف ہے۔

۱۹۵۔ اخلاقی باتوں اور اسلام کے صحیح اصول کی رعایت برتنے سے غیر مسلم خرد بھی اسلام اور مسلمانوں کی جانب مائل ہو سکتے ہیں۔

۱۹۶۔ ہمیں راحت و آسائش کے دنوں میں تضرع و زاری اور توسل کی حالت کو قائم رکھتے ہوئے تلخی اور شکر گزرا رہنا چاہئے، تاکہ تکلیف اور پریشانی کے

اوقات میں ہماری فریادیں ہو سکتی ہیں اور وہ تکلیف اور مصیبت ہمیں گرفتار کر لے گی۔

حسرت اور غم ہوتے ہیں ورنہ الہی فیض کا سلسلہ نہ تو منقطع ہوا ہے نہ منقطع ہوگا۔

۱۹۷- ساری دنیا کا نظم و نسق چلانے کے لئے بس یہی کافی ہے کہ انسان

کیا خوب ہے کہ خدا انسان کو ایسی قوت اور یقین عطا کر دے کہ وہ

عاقل، مومن اور متدین ہو، دینداری اور عقل پورے کرے اور نظام چلانے کے لئے کفایت کرے گی۔

لئے شجاعت، ایمان اور مضبوط استقامت لازم

۱۹۸- کارہائے خیر کا انجام نہ پانا جیسے صدقات جاریہ، منفعتِ عامہ

۲۰۳- "وَاجْعَلْ قَلْبِي بِحُبِّكَ مُتَمِيمًا" اور میرے دل کو اپنے عشق و

رکھنے والی خیر یہ عمارتوں کی تعمیر، مساجد، امام بارگاہوں، مدرسوں اور اسپتالوں وغیرہ کی تعمیر کہ جن سے آج لوگ محروم ہیں۔ یہ سب پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ ہماری بے توفیقی کی وجہ سے ہے۔

اس میں خود بینی (انا) کے موضوع کی نفی ہے، اور یہ کہ جانچنے اور نور بن جائے، ہم خدا سے دعا کریں کہ اسی کی کشش اور

۱۹۹- ہم سے جو چیز مطلوب ہے وہ اللہ کی معرفت اور خدا شناسی ہے کہ

جس کی عظمت کے سامنے کھو بیٹھیں۔

جس کا موضوع تمام موضوعات سے افضل و اشرف ہے اور جو معرفتِ نفس کے ذریعہ سے حاصل بھی ہوتی ہے۔

۲۰۵- سچے خواب دیکھنے اور روح کے صاف و عقاب ہونے میں

۲۰۰- جو بلائیں ہم پر وارد ہوتی ہیں سب کی سب رحمت ہیں، کم سے کم یہ

۲۰۶- کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کا خدا اور اولیائے خدا کے ساتھ دینی

ہوتا ہے کہ وہ گناہوں کا کفارہ قرار پاتی ہیں۔

حقیقی ارتباط ہو لیکن اہم اور نازک موقعوں پر اس کی دستگیری نہ ہو، اسے چھوڑ دیا ہے

۲۰۱- یہ دعا بہت عظیم دعا ہے کہ زمانِ غیبت میں جس کے پڑھنے کا حکم

۲۰۷- سچے خواب دیکھنے اور روح کے صاف و عقاب ہونے میں

گیا ہے: "يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّثْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ"

۲۰۸- پریشانیوں اور مصیبتوں میں انسان کے پاس خدا سے توسل کرنے

اے خدا، اے بڑی رحمت والے اے مہربان، اے دلوں کو بدلنے والے! امیرے دل کو

۲۰۹- دنیا پرستوں کو دیکھئے کہ کس چیز پر دل لگائے بیٹھے ہیں اور کس بات کے اوپر باہم

اپنے دین پر ثابت و پائیدار رکھ۔

۲۱۰- دنیا پرستوں کو دیکھئے کہ کس چیز پر دل لگائے بیٹھے ہیں اور کس بات کے اوپر باہم

۲۰۲- الہام ایک بلند مرتبہ ہے جو وحی سے قریب کا مرتبہ ہے، یہ

۲۱۱- دنیا پرستوں کو دیکھئے کہ کس چیز پر دل لگائے بیٹھے ہیں اور کس بات کے اوپر باہم

۲۰۳- دنیا پرستوں کو دیکھئے کہ کس چیز پر دل لگائے بیٹھے ہیں اور کس بات کے اوپر باہم

۲۱۲- دنیا پرستوں کو دیکھئے کہ کس چیز پر دل لگائے بیٹھے ہیں اور کس بات کے اوپر باہم

۲۰۹- زہد اور دنیا داری میں منافات نہیں ہے، زہد کا معیار، دنیا کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا معیار، دنیا سے دل لگانا یا نہ لگانا ہے۔

۲۱۰- کمالات اور لقائے الہی تک پہنچنے کا راستہ کھلا ہوا ہے، کیا افسوس کہ بات نہیں ہے کہ یہ درجات جو کہ بندگی کے راستے سے ہی حاصل ہوتے ہیں ہمیں حاصل نہ ہوں اور ہم ان سے محروم رہ جائیں!؟

۲۱۱- حق والوں کی کمی اور باطل والوں کی کثرت ہمیں حق کے راستے چلنے سے مضطرب اور سُست نہ بنا دے یا پھر رکاوٹ نہ بن جائے۔
۲۱۲- ہمیں دھوکے میں نہیں رہنا چاہئے، موت سے قریب کے لمحات تک اور جب تک شیطان زندہ ہے انسان خطرے سے دوچار ہے، اللہ کی پناہ۔

۲۱۳- اگر انسان چشم زدن کے لئے خود پہ چھوڑ دیا جائے تو خدا سے جا ہو جائے اور شیطان اپنا کام کرتے ہوئے انسان کو فریب دے جائے۔
۲۱۴- ہمارے لئے اس دنیا سے مفارقت بہت قریب ہے لیکن ہم اسے بہت دور سمجھتے ہیں، ورنہ باہم اس قدر اختلافات اور تنازعات نہ ہوتے۔

۲۱۵- انسان اپنے ساتھ وہ کرتا ہے جو کوئی دشمن اس کے ساتھ نہیں کرے اور وہ یہ ہے کہ نیکی کے سرچشمے کو روز قیامت تک کے لئے خشک کر دیتا ہے۔

۲۱۶- خدا ان لوگوں کے ایمان کی تقویت کرتا ہے جو سخت حالات میں ثابت قدم رہتے ہیں اور پھر کوئی آزمائش انہیں متزلزل نہیں کر پاتی ہے اور وہ ایمان ذکر اور خدا سے اُس کی حالت میں ہی دنیا سے کوچ کرتے ہیں۔

۲۱۷- توکل اور یاد الہی کے سوا اور کسی چیز سے انسان کو سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا اور یاد الہی سے روگردانی اور غفلت کے علاوہ کوئی اور چیز زندگی کو تلخ اور خوشگوار بھی نہیں بناتی ہے۔

۲۱۸- کیا ہم نے خدا اور بندگی کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے کہ ہم راہ میں قرار پائیں!؟ فرض کی تخصیص، قلب مومن کا نور ہوتا ہے، اگر وہ اپنے فرض پہ عمل کر رہا ہے تو پھر قید و بند اور اس کی صعوبتیں اس کے لئے آسان ہو جاتی ہیں۔

۲۱۹- اے کاش ہم عالم امکان کے معدوم اور بیچ ہونے کو درک کرتے اور بیچ کے لئے قدر و قیمت اور اعتبار کے قائل نہ ہوتے نیز بیچ کے اوپر اس قدر باہم نزاع و اختلاف نہ کرتے۔

۲۲۰- شبہ والی غذا نیز ایسے شخص کی غذا کا کھانا جو حرام سے پرہیز نہیں کرتا، اگر چہ جائز ہے لیکن یہ کھانا انسان کو بیمار اور عبادتوں سے محروم کر دیتا ہے یا پھر سلبِ توفیق کا سبب بنتا ہے۔

۲۲۱- جب تک ہم خراب نہ ہوں آسمان سے نازل ہونے والی چیز خراب نہیں ہوتی ہے بلکہ ہم ایسا کام کرتے ہیں کہ رحمت کی بارش ہمارے لئے مصیبت اور عذاب بن جاتی ہے۔

۲۲۲- توفیق ایک الگ چیز ہے کہ انسان اپنی عمر سے اپنے اور دوسروں کے لئے صحیح، پر منفعت اور ہمہ گیر استفادہ کرے۔

۲۲۳- ہمیں شیعہ علماء اور مشائخ کے تئیں وفادار رہنا چاہئے، وہ حضرات

ہمارے مہربان اور روحانی باپ ہیں اور ہم پر بڑا حق رکھتے ہیں۔
۲۲۳۔ ہمیں صبر، حلم اور تواضع حاصل کرنے کے سلسلے میں سعی و کوشش کرنا چاہئے اور اس بات سے اجتناب کرنا چاہئے کہ دوسرے لوگ خوف کی وجہ سے ہمارا احترام کریں۔

۲۲۵۔ اگر لقاے خدا آخرت میں ممکن ہے تو دنیا میں بھی ممکن ہے، کیونکہ جو چیز ممکن ہے تو وہ ممکن ہے، البتہ سر والی بصارت کی آنکھ سے بلکہ دل والی بصیرت کی نگاہ سے ممکن ہے۔

۲۲۶۔ انسان کے بس میں ہے کہ وہ تمام حالات اور شرائط میں سیدھا راستہ اور بندگی عبودیت کا راستہ طے کرے اور اس کے نتیجے میں قرب الہی حاصل کرے۔

۲۲۷۔ خدا کی یاد سے غفلت اور فراموشی کے اسباب ہم خود فراموش کرتے ہیں، محاسبہ اور مراقبہ کے نتیجے میں ہمارا عیب آشکار ہو جاتا ہے۔

۲۲۸۔ معرفت و ہدایت کا طالب، منزل تک پہنچنے، اسے پانے نیز قرب اور اس کی معرفت کی بارگاہ میں داخل ہونے کے سلسلے میں اس قدر نزدیک ہوتا ہے کہ گویا اس سے کہا جاتا ہے کہ تم منزل تک پہنچ گئے ہو اب اندر آ جاؤ۔

۲۲۹۔ انحطاط اور تنزل کے مرحلے میں انسان، ابلیس سے بدتر، اور ترقی بلندی کے مرحلے میں ملک سے بہتر و برتر ہوتا ہے۔

۲۳۰۔ جو حضرات قدرے معنویات سے بہرہ مند ہوتے تھے وہ کشف کرامات کے پیچھے نہیں بھاگتے تھے۔

۲۳۱۔ جو شخص معنویات اور معرفت خدا سے بہرہ مند ہے اسے کیسیا کی ضرورت!؟ خدا شناسی سے بڑھ کر کون سا کیسیا ہو سکتا ہے؟

۲۳۲۔ عبودیت و بندگی کی بنیاد، محبت ہے۔ خدا فرماتا ہے: "يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ" خدا انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔ (سورہ مائدہ، آیہ ۵۴)

۲۳۳۔ انسان، قرآن و سنت کی پابندی کے بغیر جس راستے پہ بھی چلے گا روز بروز تنزل ہی کرتا جائے گا۔

۲۳۴۔ انسان کو ہر روز اپنا موقف معین کرنا چاہئے کہ آیا وہ حق والا ہے یا باطل والا اور باطل کا پیروکار۔

۲۳۵۔ خدا نے انسان کو ایسا بنایا ہے کہ خالص عبودیت اور بندگی کی راہ سے فرشتوں کی منزل سے آگے جاسکتا اور انبیاء و اولیاء کے درجات کو حاصل کر سکتا ہے۔

۲۳۶۔ ذکر، بشر کے لئے سب سے برتر کمال ہے۔

۲۳۷۔ ہر کسی کے پاس بلاؤں کا ایک جام ہوتا ہے جو اس کے وجود اور استعداد کے مطابق ہوتا ہے، افراد کے جام بلاؤں سے پُر ہیں، لیکن خدا سبھی کو دوست رکھتا ہے۔

۲۳۸۔ انبیاء اور ائمہ علیہم السلام یہ بتانے کے لئے نہیں آئے کہ لوگ دنیا سے بالکل بے بہرہ رہیں بلکہ وہ آئے تاکہ ہمیں عزت و سعادت والی دنیا داری کا طریقہ بتائیں۔

۲۳۹۔ خدا کرے کہ ہم اپنے حق میں سوومند شغل کو تشخیص دیں اور اس پہ ثابت قدم رہیں، ہر روز ایک نئی فکر ذہن میں نہ لائیں اور نہ ہر لمحہ ایک نیا رنگ اپنائیں۔

۲۴۰۔ ہم گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت لیں کہ ہم بھی اُن ہی کی طرح موت سے نزدیک ہیں، اور عمر کے بچے ہوئے چار دن کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ وہ چار لاکھ سال کے برابر ہوں گے۔

۲۴۱۔ انسان کو اپنے اعمال کا مُراقب (نگراں) رہنا چاہئے تاکہ اُن اعمال کے اچھے اور برے آثار و نتائج کو دیکھ سکے۔

۲۴۲۔ اپنے عیوب اور ان کی اصلاح کے تئیں ہمیں خود کے ہر روز کے حساب و کتاب کے جانچنے کی فرصت نہیں ہے، چہ جائیکہ لوگوں کا حساب و کتاب۔

۲۴۳۔ ہمیں اپنی فکر اور اپنی اصلاح کرنا چاہئے، اگر ہم خود پہ دھیان نہ دیں اور خود کی اصلاح نہ کریں تو دوسروں کی اصلاح نہیں کر سکتے ہیں۔

۲۴۴۔ ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ مطلوب بس ایک چیز ہے اور وہ خدا کی بندگی ہے۔ اور خدا کی بندگی، خدا کی اطاعت میں ہے، اور خدا کی اطاعت، اعتقاد و عمل دونوں میں خدا کی معصیت کے ترک کرنے میں ہے۔

۲۴۵۔ غفلت کی دنیا، اِنس و جن کے شیاطین کی خاطر آمادہ ہونے کی دنیا ہے۔

۲۴۶۔ ہمیں خدا سے یہ دعا کرنا چاہئے کہ وہ ہر آن، تمام معنوی و مادی،

باطنی و ظاہری اور اخروی و دنیوی آفات و بلیات سے ہمیں محفوظ رکھے۔

۲۴۷۔ اگر آپ نے اپنی اصلاح کر لی اور اپنے اور خدا و انبیاء و اولیاء کے بیچ کے موانع کو برطرف کر لیا تو خدا آپ کے اور مخلوقات کے بیچ کے معاملات کی خود اصلاح فرمادے گا۔

۲۴۸۔ ہمیں جان لینا چاہئے کہ تمام مراحل میں ہمارا علاج (کہ جس سے ہم بے نیاز نہیں ہیں اور جس کے بغیر ہماری مشکل ختم نہ ہوگی) نفس کی اصلاح ہے۔

۲۴۹۔ اگر انسان سچ مچ مومنین و مومنات کے لئے دعا کرے اور خود کے لئے دعا نہ کرے تو اس کے لئے فرشتہ دعا کرتا ہے۔

۲۵۰۔ الہی حقوق (جیسے خس، زکات، صدقہ) کی ادائیگی، مال کی زیادتی اور پاکیزگی کا سبب ہوتی ہے، اور اگر کوئی شخص ان حقوق کی ادائیگی کرتا رہے تو اس کے مال میں ترقی اور اضافہ ہوتا ہے۔

۲۵۱۔ ہر شخص کو شب و روز میں اپنا تھوڑا وقت دینی علوم حاصل کرنے میں صرف کرنا چاہئے چاہے شب و روز میں ایک گھنٹہ سہی۔

۲۵۲۔ جو شخص اپنے سے نیچے کے افراد کی طرف نظر ڈالے اور الحمد للہ کہے تو درحقیقت یہی شکرگزاری، بے نیازی کا سبب بن جاتی ہے، خود یہی شکر محتاج کے مالدار ہونے کا موجب بن جاتا ہے۔

۲۵۳۔ کچھ افراد تو کل کو اپنے لئے روزی مانتے ہیں، اور یہی لوگ درحقیقت غنّی (مالدار) ہوتے ہیں، انہیں باور ہو گیا ہے کہ اگر خدا پر توکل کریں تو ان

کی روزی ان تک پہنچ کر رہے گی اور اگر نہ پہنچی تو انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ وہ روزی ان کے لئے لازم نہیں تھی۔

۲۵۴- غنی اور مالدار ہونا مقدمہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس لئے ہوتا ہے کہ انسان آسودہ ہو کر زندگی گزارے، خدا پر توکل رکھنے والا انسان، اس مقدمہ کے بغیر بھی آسودہ زندگی گزارتا ہے۔

۲۵۵- خدا توفیق دے کہ ہم یقینی امور سے خارج نہ ہوں اور سفر و حضر اور تمام حالات میں صرف یقینی امور کی پیروی کریں کہ ایسا کرنے میں پشیمانی نہیں ہوگی۔

۲۵۶- انسان کو انسانیت اور حصول معرفت کی راہ میں مراقبہ (اعمال و افعال کی نگرانی) کی ضرورت ہے، جب تک مراقبہ کی منزل تک نہ پہنچے، سب بے فائدہ ہے۔

۲۵۷- تھوڑا علم دین حاصل کرنا ہر شخص پہ واجب ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو مسائل کی کتابوں کی طرف رجوع ہو کر اپنے مسئلے کو سمجھ سکے۔

۲۵۸- اگر علم اور عمل دونوں ساتھ ہوں تو پھر کوئی کمی نہیں ہے، جب انسان اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے تو پھر کسی انتظار کی ضرورت نہیں رہتی ہے، باقی سب خدا کے ذمے ہوتا ہے۔

۲۵۹- عرفانی درجات اور کرامات کے دیوانے نہ بنو کہ بسا اوقات اس طرح کے کام تمہیں جہنم رسید کر سکتے ہیں۔

۲۶۰- جو کچھ گمراہی اور فساد کے سرغٹوں میں باغض (مرہمت) سمجھ ہے وہی کچھ ہم میں سے ہر اس شخص میں بالقوہ موجود ہے جس کی خدا تعالیٰ نہ کرے یا جسے وہ معصوم نہ ٹھہرائے۔

۲۶۱- اگر جھوٹ اور غیبت کا دروازہ کھل جائے تو پھر محصیت اور سرکشی کی کوئی حد نہیں رہ جاتی ہے۔

۲۶۲- مقررین بارگاہ کو سقوط (انحطاط) کا خوف ہوتا ہے نہ کہ صرف آتشِ جہنم کا "صَبْرٌ عَلٰی عَذَابِکَ فَکَیْفَ اَصْبِرُ عَلٰی فِرَاقِکَ" (مانا کہ تیرے عذاب پہ صبر کر لوں گا لیکن تیری جدائی پر مجھے کیوں صبر آئے گا)۔

۲۶۳- اگر کوئی سجدہ کو طول دیتا ہے تو اس سے شیطان بڑا ناراض ہوتا ہے۔

۲۶۴- بلا صدقے سے دور ہو جاتی ہے چاہے وہ کتنی ہی مستحکم کیوں نہ ہو چکی ہو، صدقہ دینے سے بالفعل جو کمی آ جاتی ہے یہ کمی زیادتی کا موجب اور نزولِ رزق کا سبب بنتی ہے۔

۲۶۵- آزمائشیں اس لئے ہوتی ہیں تاکہ ہمیں یقین پیدا ہو۔

۲۶۶- جس شخص کو یقین ہو کہ وہ خدا کے محضر میں ہے اور خدا سے دیکھ اور سن رہا ہے تو وہ گناہ نہیں کر سکتا ہے، ہماری ساری خرابیاں اس بات سے پیدا ہوتی ہیں کہ ہم خدا کو حاضر و ناظر نہیں مانتے ہیں۔

۲۶۷- ہم پروانے کی طرح کیوں نہیں ہو جاتے کہ پروانہ بکر نور معنوی کی طرف بھاگیں۔

۲۶۸- ہمارا احادیث سے سروکار ہونا چاہئے، اُن کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے کیونکہ شفاء انہی احادیث میں ہے۔

۲۶۹- ہر روز وسائل الشیعہ کی کتاب 'جہاد النفس' سے ایک روایت کا مطالعہ کیجئے اور اس کے روشن مطالب میں زیادہ غور کیجئے، پھر آپ اپنے اندر خود محسوس کریں گے کہ ایک سال پورا ہوتے ہوتے آپ بدل چکے ہیں۔

۲۷۰- میں بار بار کہہ چکا ہوں اور پھر کہہ رہا ہوں کہ جو اس بات کا یقین کر لے کہ "جو شخص خدا کو یاد کرے گا خدا اس کا ہم نشین ہوگا" تو پھر اسے کسی موعظہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۷۱- جس چیز کا تمہیں علم ہو اس پر عمل کرو اور جس چیز کا علم نہیں ہے اس میں احتیاط کرو یہاں تک کہ وہ چیز واضح ہو جائے اور اگر واضح نہ ہو سکے تو جان لو کہ بعض ایسی چیزوں کو تم نے پامال کیا ہے جن کا تمہیں علم تھا۔

۲۷۲- غفلت والوں کے ساتھ زیادہ نشست و برخاست رکھنے سے دل کی قساوت و سیاہی میں اور عبادات و زیارات سے وحشت پیدا ہونے میں اضافہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عبادات و زیارات اور تلاوت وغیرہ سے حاصل شدہ اچھی کیفیتیں، ضعیف الایمان افراد کے ساتھ ہم نشینی اختیار کرنے سے بے حالی اور نقص میں بدل جاتی ہیں۔

۲۷۳- بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم تو ترکِ معصیت کے مرحلے سے گزر چکے ہیں، جب کہ وہ اس بات سے غافل ہیں کہ معصیت، مشہور و معروف

گناہانِ کبیرہ ہی میں منحصر نہیں ہے، بلکہ گناہانِ صغیرہ کا اصرار بھی گناہِ کبیرہ ہوتا ہے۔
۲۷۴- کوئی ذکر، عملی ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے، اور کوئی عملی ذکر، اعتقاد اور عملی امور میں معصیت ترک کرنے سے بالاتر نہیں ہے۔

۲۷۵- ہمارا مقصد یہ ہو کہ ساری عمر، خدا کی یاد اور اس کی اطاعت و عبادت میں صرف ہوتا کہ ہم اپنی امکانی حد میں قربِ خدا کے آخری درجے پر پہنچ جائیں۔

۲۷۶- کیا یہ ممکن ہے کہ خدائے قادر کی اطاعت کے اسلحے کے بغیر، ہمارا قافلہ اس پر خطر راستے سے سلامتی کے ساتھ منزل تک پہنچ جائے؟!

۲۷۷- دلوں کی شفاء، حضور قلب کے ساتھ عبادات کی بجا آوری میں ہے، ہمیں ہر وقت عبادات میں حضور قلب کی تقویت کے لئے کوشاں رہنا چاہئے، اور علم اور اُنسِ عبادت میں اضافے کے سوا، خواب یا بیداری میں کسی طرح کے آثار سے واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔

۲۷۸- سوال: میں عزم رکھتا ہوں کہ خدا کا قرب حاصل کروں اور سیر و سلوک کا طریقہ اختیار کروں، اس کا راستہ کیا ہے؟

جواب: بسمہ تعالیٰ: اگر آپ سچے خواہشمند ہیں تو ترکِ معصیت، ساری عمر کے لئے کافی دوائی ہے، چاہے ہزار سال کی ہی عمر کیوں نہ ہو۔

۲۷۹- سوال: عبادتوں میں سستی اور کمالی دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: نشاط کے اوقات میں مستحی عبادات میں مشغول رہنے اور سستی کے اوقات میں صرف واجبات پر اکتفاء کیجئے۔

۲۸۰۔ سوال: نذر و قسم کے ساتھ اخلاقی عزائم کرتا ہوں، کچھ عرصے بعد ہی میرا عزم سست پڑ جاتا ہے اور میں شکست کھا جاتا ہوں بتائیے کیا کروں؟
جواب: اگر ایک منٹ بھی خود کو خدا کی یاد میں پائیں تو اختیاراً خود کو اس حالت سے الگ نہ کریں، اور غیر اختیاری غفلت کو اہمیت مت دیں۔

۲۸۱۔ دعا قبول ہونے کی شرط، معصیت کا ترک کرنا ہے، کبھی مصلحت، تاخیر میں تو کبھی زیادہ بہتر سے تبدیل کر دینے میں ہوتی ہے، دعا کرنے والا سمجھتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی، جبکہ اہل یقین، حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔

۲۸۲۔ ایسے افراد کے ساتھ نشست و برخاست رکھئے جن کو دیکھتے ہی خدا کی نیز اس کی طاعت کی یاد میں پڑ جائیے، نہ کہ ایسے افراد کے ساتھ جو معصیتوں کی فکر میں رہتے اور انسان کو یاد خدا سے روک دیتے ہیں۔

۲۸۳۔ ہمیں جان لینا چاہئے کہ ہمارا علاج، نفس کی اصلاح ہے تمام مراحل میں، اور ہم اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ہیں اور اس کے بغیر ہمارا کام بھی پورا نہیں ہو سکتا ہے۔

۲۸۴۔ خدا جانتا ہے کہ انسان جو ایک صلوات بھیجتا ہے اور کسی مرحوم کو ہدیہ کرتا ہے، اسی ایک صلوات کی کیا معنویت، کیا کیفیت اور کیا واقعیت ہوتی ہے۔

۲۸۵۔ یہ آنسو، لقاے الہی کے شوق اور رضوان الہی کے حصول کی خاطر

سارے انبیاء کا طریقہ کار تھا، یہ اشک چشم، اعلیٰ علیین سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۸۶۔ جو لوگ کوئی اہم حاجت رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ انہی نمازوں اور عبادتوں میں سے کسی ایک کو بجلائیں جو حاجت کے لئے ذکر کی گئی ہیں، اور اگر وہ اطمینان اور وثوق حاصل کرنا چاہیں اور اپنی حاجت کو بغیر کسی شک و شبہ کے پانا چاہیں تو اس بات کی طرف دھیان دیں کہ نماز و دعا اور طلب حاجت کے بعد سجدے میں جائیں اور سجدے میں جا کر پوری کوشش کریں کہ مکھی کے پد کے برابر سہی ان کی آنکھ نم ہو جائے، کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ کام ہو گیا۔

۲۸۷۔ انسان کی روح اگر چہ لباسِ رگل، زیب تن کئے ہوئے ہے لیکن نہایت اوج اور بلندی پر جانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

۲۸۸۔ ہماری سب سے بڑی بدبختی یہی ہے کہ ہمارا علم ہمارے عمل سے ہم آہنگ نہیں ہوتا ہے۔

۲۸۹۔ اگر انسان کامل ہو جائے تو موجوداتِ عالم کی تسبیح کو بیداری میں سننے اور دیکھنے لگ جاتا ہے۔

۲۹۰۔ درحقیقت، پیغمبر اکرمؐ اسی شب زندہ داری، بحرِ خیزی اور انسِ شب کی بدولت معارفِ الہی کو حاصل کرتے تھے... ہاں وہ خاص لمحات اور وہ رحمتِ الہی، سب کچھ بحرِ خیر میں، بحر میں سحر میں!

۲۹۱۔ انسان کو ہمیشہ ذکر الہی میں رہنا چاہئے کیونکہ جو شخص دائم الذکر رہتا ہے وہ ہمیشہ خود کو خدا کے محضر میں پاتا اور مسلسل خدا سے ہم سخن رہتا ہے۔

۲۹۲- کتنی اچھی بات ہے کہ انسان، عبادت اور کار خیر انجام دے کر یہ کہے کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا لیکن اگر دوسروں سے اچھا اور نیک کام دیکھے تو کہے کہ مثلاً فلاں صاحب نے کتنا اچھا اور بڑا کام انجام دیا ہے۔

۲۹۳- ساری اخلاقی پستیاں، خدا کی معرفت میں کمزوری کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہیں، اگر انسان سمجھ لے کہ خدا ہمیشہ اور ہر حال میں ہر اچھے سے اچھا ہے تو اس کے اُس سے کبھی جدا نہ ہوگا۔

۲۹۴- اگر ہم اپنے مولا پر اتنا اعتماد کر لیں جتنا اعتماد نبھا چھاپنے ماں باپ پہ کرتا ہے تو پھر کام بن جائے۔

۲۹۵- اگر ہمیں جنت اور جُلدِ بریں کا یقین ہوتا تو الہی احکام کو تو انین کی اس قدر مخالفت نہ کرتے۔

۲۹۶- اگر ہم خود کو گناہوں کے ارتکاب سے نہ روکیں تو ہماری حالت، آیاتِ الہی کے انکار، تکذیب اور استہزا کی منزل میں پہنچ جائے گی یا اُس مقام پہ جا پہنچے گی کہ ہم رحمتِ الہی سے ناامید ہو جائیں گے۔

۲۹۷- مومنین کے ایمان و اطمینان کے درجات ہوتے ہیں، اور اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ ایمان کے عالی درجات سے، عیان کی منزل میں جا پہنچیں اور ان کا اطمینان و یقین اونچا ہوتا رہے۔

۲۹۸- سارا فساد، خرابی، ہنگامہ اور شور و غل جو روئے زمین پر ہوتا آیا ہے اور آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا وہ انہی کھانے اور پینے کی چیزوں کی وجہ سے ہے،

کیونکہ تکالیف کا رخ غضب اور شہوت کی جانب ہوتا ہے اور کلمتِ حق سے لگے ہوئے دل کا لینا ہی ان کا موجب بنتا ہے۔

۲۹۹- انبیاء کا واسطہ خدا سے تھا، اور جہاں انہیں خشک جگہ تھی انہیں خدا کا

۳۰۰- اہلیتِ علیہم السلام کی دعاؤں کی نوعیت کی پابندی کو یہ سزا دینا دعاؤں کے ساتھ ہم نشینی اور اُس و محبت پیدا کرنا ہے۔

۳۰۱- ماذیات، دنیا اور اسبابِ راحت سے راحت مینتر نہیں آتی بلکہ

لا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ“ یاد رکھو صرف خدا کی یاد سے دلوں کو اطمینان میسر آتا ہے، نہ کہ ملک و ملکوت کا مالک ہونے سے، لہذا ہمیں سعی کرنا چاہئے کہ ہمارا حشر اور تزلزل برطرف ہو اور پردے ہٹ جائیں۔ اور سب سے بڑا پردہ تو خود ہم ہیں۔

تو خود حجابِ خودی حافظ از میان برنیر (حافظ! تم خود ہی اپنا حجاب بنے ہوئے ہو لہذا تم بیچ سے ہٹ جاؤ۔)

۳۰۲- انسان جو کہ سوکھی روٹی سے سیر ہو سکتا ہے یا سبزی اور دال روٹی سے جی سکتا ہے تو پھر دنیا اور مال دنیا کی اس قدر حرص و ہوس کس لئے!؟

۳۰۳- ہم خود کو مریض ہی نہیں مانتے ہیں، ورنہ علاج تو آسان ہے۔

۳۰۴- پہلے کے علماء جو علم و عمل میں اس قدر کامیاب تھے اور ان کی عمر باہرکت ہوا کرتی تھی اور فکری انحراف سے وہ محفوظ رہا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ

حلال غذا استعمال کرتے اور شبہ والی غذاؤں سے اجتناب کیا کرتے تھے۔

۳۰۵۔ اگر ہم خدا کو ہر جگہ ناظر و حاضر مانیں تو ہمیں کیسا ہونا چاہئے؟!

اُس ذات کے روبرو جس کی ہم سے جدائی محال ہے اور جو ہم پر ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہمیں کیسا ہونا چاہئے؟ معصیت کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے، اس کے حاضر و ناظر ہونے کا احساس جس قدر مستحکم ہوتا جائے گا انسان اسی قدر محفوظ و مامون ہوتا چلا جائے گا اور جس قدر یہ احساس کمزور ہوتا جائے گا اس کا تحفظ و امن اسی قدر کم ہوتا چلا جائے گا۔

۳۰۶۔ آیہ کریمہ: "أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ" (یاد رکھو

صرف خدا کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے) یہ آیت دلوں کے اطمینان و سکون کے سبب کو ذکر خدا میں منحصر مانتی ہے، اس بنا پر اگر ہمیں اطمینان و سکون حاصل نہیں ہے تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم "ذاکر" ہیں۔

۳۰۷۔ اگر ہم خدا کے ساتھ اپنا حساب صاف کر لیتے تو دوسرے حساب

خود بخود پاک صاف ہو جاتے۔

۳۰۸۔ ہم درد کو جانتے ہیں لیکن اپنے علاج کی فکر میں نہیں ہیں۔ دوا کی

بھی تشخیص کر لیتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے: "فَاللَّهُ مَهْمًا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا" (پس خدا نے انسان کو گناہ اور تقویٰ کا الہام کر دیا) لیکن اپنے علاج کی فکر نہیں کرتے ہیں۔

۳۰۹۔ ہماری حسرت اس بات پر ہے کہ ہم نے بعض ایسے علماء کو دیکھا

ہے کہ ان کے اور ہمارے درمیان معنوی درجات کے لحاظ سے بہت تفاوت ہے۔ اس

تک کہ گویا ان کے اور ہمارے بیچ میں کئی سو سال کا فاصلہ ہے۔

۳۱۰۔ بعض افراد اس درجہ حیا دار ہوتے ہیں کہ ساری تنگدستی اور ناداری

کے باوجود اپنی احتیاج کا اظہار کرنے کو تیار نہیں ہوتے ہیں! کیا ہمسایوں اور خیر لوگوں سے نہیں چاہئے کہ اس طرح کے افراد کی مدد کیا کریں۔

۳۱۱۔ اگر کوئی مسلمان آدمی چاہتا ہے کہ اسلام کی تہذیب اور تمدن سے

مداہمت ہو اور دوسروں کو اسلام کی حقانیت کی دعوت دے یا مسلمان افراد کو اسلام پہ باقی ہو ثابت قدم رکھے تاکہ وہ مختلف کافر ملکوں کی طرف فرار نہ کریں تو اسے چاہئے کہ اسلام کے حقوق اور حدود کو مکمل طور پر جانے اور ان کے مطابق عمل کرے۔

۳۱۲۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ

جَمِيعًا" (مائدہ، آیہ ۳۲) جو شخص کسی ایک انسان کو زندہ کر دے گویا اس نے سارے لوگوں کو زندہ کیا ہے، اس آیت کریمہ میں حیات (زندگی) سے مراد، دین میں ضلالت و گمراہی سے نجات دینا ہے۔

۳۱۳۔ کیا اتنی ساری مصیبتوں کے باوجود جو مسلمانوں کے اوپر آ رہی

ہیں، ہمارے اندر التجا (خدا کی بارگاہ میں پناہ لینے) کی کیفیت پیش نہیں آتا چاہئے؟! ۳۱۴۔ آیہ کریمہ: "وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ" (لقمان، آیہ ۱۷) (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو اور جو

مصیبت تم پر نازل ہو اس پر صبر کرو)۔ اس آیت کریمہ سے استفادہ ہوتا ہے کہ صبر تحمل کرنا، بُرا بھلا سننا، اور اسے حلوا اور لذیذ و شیریں چیزوں کی طرح قبول کرنا،

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا لازمہ ہے۔

۳۱۵۔ ساری پریشانیوں خود ہمارے ہاتھوں پیش آتی ہیں یعنی چونکہ ہم خود کی اطاعت کو اپنے ہاتھوں ترک کرتے اور اس کی معصیت کو اپناتے ہیں لہذا چارونا چار ہمارے اعمال کی سزا پریشانیوں اور بلاؤں کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔

۳۱۶۔ خدا کرے کہ ہم خود سے راضی نہ ہوں، کہ اگر خود سے راضی ہوئے تو عبودیت و بندگی کے سلسلے میں ہرگز ربوبیت کا حق ادا نہ کر سکیں گے! ہم بیچ (کچھ نہ ہونے کے باوجود خود کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔

۳۱۷۔ ہماری پسماندگی کی وجہ یہ ہے کہ ہم شبہ والے مال کام میں لالتے اور مصرف کرتے ہیں، شبہہ والا مال، شبہہ اور تذبذب ایجاد کرتا ہے۔

۳۱۸۔ ہر شخص کو اپنے اور خدا کے سامنے اپنے اعمال کے تئیں بدگمان ہو رہنا چاہئے۔

۳۱۹۔ خدا کرے کہ انسان کو یقین کی روزی نصیب ہو جائے!... کیا خوب ہے کہ انسان روزی کے معاملے کی طرف سے بے فکر رہے، کیونکہ روزی کا ہم و غم، کام کی تکلیف سے زیادہ بُرا ہوتا ہے، جو شخص روزی کے ہم و غم میں مبتلا رہتا ہے وہ رات دن کام کرتا رہتا اور مسلسل روزی کا غم کھاتا رہتا ہے۔

۳۲۰۔ ہمارے اندر دعا کی کیفیت، دل کی شکستگی اور وہ سوز و آہ نہیں ہے کہ جب دل سے نکلے تو تیر بہدف ثابت ہو، ہاں ہمارے یہاں تو بس زبان کا لعلقہ ہوتا ہے۔

۳۲۱۔ مصیبتوں میں اور بلاؤں کے برطرف ہونے کے لئے دعا اور

توسل سے دستبردار نہیں ہونا چاہئے۔

۳۲۲۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اسے مومن و مسلمان کی عبادت کے لئے دعا کرنا چاہئے تاکہ اُس فرشتے کی دعا اُس کے تمام اعمال پر مستجاب ہو۔

۳۲۳۔ یہی مستحبات انسان کو بڑے بڑے درجات پہنچاتے ہیں۔

۳۲۴۔ عبادات میں، ہم سے پہاڑ توڑنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے عبادات میں سب سے زیادہ سخت، نماز شب کا پڑھنا ہے جو کہ درحقیقت سوتے کا ہم

بلانا مانگتا ہے نہ یہ کہ بالکل ہی نہ سونا۔ بلکہ آپ آدھا گھنٹہ پہلے سو جائیں تاکہ آدھا گھنٹہ پہلے بیدار ہو جائیں۔

۳۲۵۔ حضرت یوسف کے قصے میں آیا ہے کہ: "أُخْرِجْ عَلَيَّيْنِ" (سورہ یوسف، آیہ ۳۱) یعنی ان (عورتوں) کے سامنے نکل کر آؤ، یہ صرف ایک دیدار

تھا اور حضرت یوسف کا جمال دیکھنے کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے اختیار ہو گئیں!... تو ارباب شہود کہ جن کا کشف (ان عورتوں کی بہ نسبت) کہیں زیادہ قوی ہے وہ بھی جمال و کمال مطلق کے مشاہدہ کے بعد کیسے غیر اللہ کو کسر نظر انداز نہ کر دیں!؟

۳۲۶۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جستجو اور طلب میں خلوص و صداقت ہونے کے باوجود انسان کو ہدایت اور آیات معرفت کی نشاندہی نہ ہو؟!

۳۲۷۔ خدا کرے کہ ہمارے علوم و معارف اُس نمر کے ساتھ کہ قصص

سے متصل ہوتی ہے ایک طرح کا ارتباط و اتصال، منبع و سرچشمے سے رکھنے ہوں چاہے وہ ایک بار یک دھاگے ہی جیسا ارتباط کیوں نہ ہو۔ ورنہ پانی سے بھرا ہوا ایک حوض سرچشمے سے اتصال کے بغیر، فائدے، دوام اور تازگی سے خالی ہوتا ہے۔

۳۲۸- جو بلند و بالا تر جمال کا طالب ہوتا ہے وہ کمتر اور پست تر کی طرف سے بے اعتناء ہوتا ہے۔

۳۲۹- کیا خرقِ حجابات (یعنی انسان اور خدا کے درمیان حائل پروردگار اور موانع کو برطرف کرنے) کے لئے کلباڑی اور پھاوڑے کی ضرورت ہے؟! نہیں بلکہ اس کا بہترین ذریعہ مثلاً نماز ہے، تو کیا ضروری ہے کہ ہم حالت نماز میں کلباڑی اور پھاوڑا اپنے ساتھ لے جائیں اور حجابات کے ساتھ نبرد آزمائی کرنے لگیں!؟

۳۳۰- خدا کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہماری مدد کر سکے!... بلکہ خدا کے سوا ہر چیز کو فنا ہونا ہے، ”وَاللّٰهُ خَمِيْرٌ وَّ اَبْقٰی“ (سورہ طہ، آیہ ۷۷) صرف خدا ہے جو کہ خیر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

۳۳۱- اگر ہم راستے سے ذرا سا بھی منحرف ہو جائیں تو جن و انس کے شیاطین ہم پر مسلط ہو جائیں گے، اگر کسی کو کامیابی اور نجات کا راستہ مل گیا، تو اسے آسودہ خاطر رہنا چاہئے کہ مقصد یہی ہے، ہم عملاً عہد کریں کہ راہِ خدا میں رہیں گے اور اس کے برخلاف کا عزم و ارادہ نہ کریں اور گناہانِ صغیرہ کے قریب نہ جائیں۔

۳۳۲- اللہ کی ہدایت اور بندے کے جہاد میں سے ہر ایک کے درجات ہوتے ہیں، اور بندے کے جہاد و کوشش کا ہر درجہ، ہدایتِ الہی کے ایک درجے کا حامل

ہوتا ہے۔

۳۳۳- یہ بات بھی فریضہ پہ عمل کرنے سے غفلت رکھنے سے کی جا سکتی ہے تمام قسموں کے ساتھ ہم قرآن کی بھی کما کھٹہ تلاوت کریں اس طرح سے کہ ہر صبح میں پہلی دفعہ والی تلاوت سے الگ کچھ استفادہ کریں، نیز ہر نماز میں اس سے پہلے ایک نماز سے جدا کچھ حاصل کریں، نہ یہ کہ بغیر کسی کمی و زیادتی کے بس (پیلے سے عمل کی) تکرار کرتے رہیں۔

۳۳۴- واقعاتِ دینی اور دنیوی امور میں، عقل و شعور، ہوشیاری اور چالاکی، خدا پسند چیز ہے اور یہی فہم و شعور انسان کو دنیا کی ہلاکتوں اور آخرت کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔

۳۳۵- جو کچھ بھی ہے وہ ہماری نااہلی اور نالیاتی کی وجہ سے ہے جب تک کہ ہم خراب نہ ہو جائیں جو کچھ اوپر سے ہم پر نازل ہوتا ہے وہ خراب نہیں ہوتا بلکہ ہم ایسا کام کرتے ہیں کہ بارشِ رحمت ہمارے لئے مصیبت اور عذاب بن جاتی ہے۔

۳۳۶- بعض اوقات، بعض انسانوں سے ایسے بڑے سخت اور مشکل کام انجام پاجاتے ہیں کہ جن کے انجام دینے سے دوسرے عاجز ہوتے ہیں، لیکن ایسے لوگوں سے اپنی نوع کے افراد کو کوئی اہم فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔

۳۳۷- ایسا شخص بہت کم ملے گا جس کی زندگی اس کے حسبِ حال ہو، دنیا کا ہر عیش و نوش، سیکڑوں تلخی اور ناگواری لئے ہوتا ہے، اگر کچھ نہ ہو تو طرح پہچانا اور قبول کر لیا تو بیوی، پڑوسی وغیرہ کی ناگواری اور غصے سے بھرا

رنجیدہ ہوگا، کیونکہ وہ دنیا سے اس سے زیادہ توقع نہیں رکھے گا کہ دنیا بلا خانہ ہے۔
۳۳۸۔ بشر کا اختلاف، علم و جہل کے اعتبار سے ہوتا ہے، اور انسانوں کی
قدرو قیمت بھی علم سے ہوتی ہے نہ کہ مال سے۔

۳۳۹۔ گویا ہماری پیمانہ گی کی وجہ، ترک مستحبات ہے، سابق کے علماء
اس کے پابند ہوا کرتے تھے جیسے زیارت، دعا، تلاوت قرآن، اول وقت کی نماز وغیرہ
اور ترک مکروہات کرتے تھے جیسے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے بیچ میں سونا وغیرہ
۳۴۰۔ آج کا کام کل پہ ٹالنا ضرر ہے کیونکہ ہر کل کا اپنا کام ہوتا ہے، آج
کا دن گذر گیا تو وہ ہاتھ سے نکل گیا، اس کا تدارک ہی نہیں ہو سکتا۔

۳۴۱۔ توفیق کا، سرمایہ سے، مالدار کی و ناداری سے اور خواب و بیداری
سے کوئی ربط نہیں ہے بسا اوقات انسان کے پاس سرمایہ ہوتا ہے لیکن اسے کار خیر کی
توفیق نہیں ہوتی اور کبھی انسان کم آمدنی والا ہوتا ہے لیکن پُر خیر و برکت ہوتا ہے۔

۲۴۲۔ اگر کوئی شخص، ہدایت اور معرفت خدا کا طالب ہو اور اس کی طلب
میں سنجیدگی اور خلوص ہو تو اللہ کے اذن سے درود یو اور اس کی ہدایت کرنے لگ جاتے ہیں۔
۳۴۳۔ خدا مصیبتوں اور بلاؤں کو بغیر حکمت و مصلحت کے نازل نہیں کرتا
بلکہ ہماری دعا اور تضرع و زاری کی خاطر نازل کرتا ہے، اس لئے اُن بلاؤں کو دور کرنے
کے لئے دعا اور اس کی بارگاہ میں تضرع و زاری، ضروری و لازم ہے۔

۳۴۴۔ کبھی ہم شریعت کے واضح اور آسان احکام و مسائل پر جن کو ہم
جانتے ہیں عمل نہیں کرتے ہیں اور پھر معرفت، اخلاق اور تربیت کے اساتذہ کے پاس

جاتے اور ان سے بھاری ذکر اور ضرورت سے اونچے مطالب کا مطالبہ کرتے ہیں... یہ
اس بات کی علامت ہے کہ ہم صحیح راستے سے اوپر جا کر معنویت کے بلند درجات و
کمالات کو حاصل نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

۳۴۵۔ ایسے ظلم و ستم کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے جس میں ظالم سے کوئی
تلافی اور انتقام کی صورت نہ نکلتی ہو۔

۳۴۶۔ جو شخص بھی توجُّہ، التفات اور بصیرت رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس
دنیا کے پیچھے ایک غیبی اور معنوی دنیا بھی وجود رکھتی ہے اور یہی اس بات کے لئے کافی
ہے کہ اسے عالم غیب کے مبداء (سرچشمہ) کا یقین ہو جائے۔

۳۴۷۔ تھے ایسے افراد کہ اگر ان سے معصیت یا خطا سرزد ہو جاتی یا ناپاک
غذا کھا لیتے تو متوجہ ہو جاتے اور کہتے کہ ہم تاریکی میں چلے گئے، ہمارے لئے حجاب
وجود میں آ گیا۔

۳۴۸۔ اگر ہم خود کو اور کمال خودی کو چاہتے ہیں تو ہمیں خدا کا دوست بننا
پڑے گا اور اگر ہم خدا کے دوست ہیں تو ہمیں نبی اور وحی نبی کا دوست بننا پڑے گا جو
کہ فیوض الہی کے واسطے ہیں، تو کیمیائے سعادت و خوش بختی، خدا کی یاد ہے اور وحی
ہے جو سارے عضلات کو سعادتِ مطلقہ کے اسباب کی جانب تحریک کرتی ہے۔

۳۴۹۔ خلقت کا مقصد، عبودیت ہے، ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“ (سورہ الذاریات، آیہ ۵۶) اور عبودیت کی حقیقت، ترک معصیت
ہے اعتقاد میں بھی جو کہ قلب کا عمل ہے، اور عمل میں بھی جو کہ اعضاء و جوارح سے نکل

رکھتا ہے۔

۳۵۰۔ منگھ کے طور پر معصیت کا ترک کرنا میسر نہیں آسکتا مگر یہ کہ ہر حال میں، ہر زمان و مکان میں اور ہر جلوت و خلوت میں مراقبہ اور یاد خدا کا سلسلہ قائم و دائم رہے۔

۳۵۱۔ ہم امام زمانہ کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ وہ دین کے سید و سالار ہیں، ہمارے تمام امور انہی کے وسیلے سے ہم تک پہنچتے ہیں اور انہیں پیغمبر اکرمؐ نے ہمارا سردار و امیر مقرر کیا ہے، اور ہم رسول خدا کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ خدا نے انہیں ہمارے اور اپنے بیچ کا واسطہ قرار دیا ہے اور ہم خدا کو دوست رکھتے ہیں اس لئے کہ وہی سارے خیر و خوبی کا منبع و سرچشمہ ہے، اور جملہ ممکنات کا وجود، اسی کامر ہون فیض ہے۔

۳۵۲۔ خیر و خوبی کے منبع و سرچشمے (ذات حق تعالیٰ) سے فیض حاصل کرنے کے جو وسائل ہیں ان سے توشل کرنا، خود اسی کے مقرر کئے ہوئے وسائل کے تحت ہوتا ہے لہذا ہمیں ان کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا اور ان کی رہنمائی کے زیر سایہ راستہ چلنا چاہئے تاکہ کامیاب ہو سکیں۔

۳۵۳۔ عملی موعظے، لفظی موعظوں سے زیادہ بہتر اور موثر ہوتے ہیں۔

۳۵۴۔ یہ بات واضح ہے کہ ہر روز قرآن کی تلاوت، زمان و مکان کی

مناسبت سے تعقیبات اور غیر تعقیبات میں دعاؤں کا پڑھنا، مسجدوں اور مشاہدہ مشرفہ میں آمد و شد کی کثرت، علماء اور صلحاء کی زیارت اور ان کی ہم نشینی، خدا و رسول کی پسندیدہ باتوں میں ہے، اور ہمیں روز بروز بصیرت میں زیادتی اور عبادت، تلاوت اور زیارت

سے اُنس پیدا کرنے کے سلسلہ میں کوشاں رہنا چاہئے۔

۳۵۵۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اسلام و ایمان کے سلسلہ میں ہمیں وہ ہماری عیدی اس بات کو قرار دے کہ ہمیں ترک معصیت کا راجح یا حیرت انگیز عزم حاصل ہو جائے جو کہ دنیا و آخرت کی سعادت کی کنجی ہے۔

۳۵۶۔ اگر یہ عبودیت اور ترک معصیت کا راستہ آخر تک مشکل محسوس ہو تو سہولت و رغبت پہ تمام نہ ہوتا تو خدائے قادر و مہربان کی طرف سے اس کی تکلیف اور ترغیب و تشویق ہی نہ کی جاتی۔

۳۵۷۔ ظاہر یہی ہے کہ مطلقاً ترک معصیت اور تمام گناہوں سے اجتناب بغیر دائمی مراقبت کے حاصل نہیں ہو پاتا ہے۔

۳۵۸۔ ہمیں عمل سے نتیجہ حاصل کرنا چاہئے، عمل کا یہ نتیجہ ہمیں بغیر عمل کے حاصل ہونا محال اور ناممکن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ

پے مصلحت مجلس آراستہ نشستہ و گفتہ و دعا

(مصلحت کے تحت بزم آراستہ ہوئی، لوگ بیٹھے باتیں کیں، گفتگو کی گئی، خدا کرے کہ ہم قوال (پڑھن) نہ ہوں بلکہ نقال (گن) ہوں۔)

۳۵۹۔ ہم ایک دوسرے کو نہ دیکھیں بلکہ کتاب شریعت پر نظر رکھیں۔ اپنے فعل و ترک کو کتاب شریعت سے ہم آہنگ کریں۔

۳۶۰۔ جو شخص اپنے معلومات پہ عمل کرتا ہے تو اس کے عقائد و عقیدے معلوم بنا دیتا ہے۔

۳۶۱۔ اگر کسی شخص کی آدمی عمر معمم حقیقی (خدا) کی یاد میں گزرے اور آدمی غفلت میں، تو اس کی آدمی زندگی حیات اور آدمی زندگی موت، حساب کی جائے گی۔

۳۶۲۔ پروردگار سے تقرُّب کا راستہ اور منعم کا شکر اس کی اطاعت میں ہے اور اس راہ کی مشقت بس ابتدا میں ہوتی ہے پھر زیادہ عرصہ نہیں گذرتا ہے کہ اس کے تقرُّب کے خواستگاروں کے لئے اُس کی شیرینی ہر شیرینی سے بڑھ جاتی ہے۔

۳۶۳۔ سوال: ہم ظاہری و باطنی پستیموں میں ملوث ہیں، ہمارا علاج کیجئے اور اس راہ کو طے کرنے میں ہماری رہنمائی فرمائیے۔

جواب: بسمہ تعالیٰ: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" زیادہ کہئے اور خشکی کا احساس مت کیجئے، اور خاطر جمع رہئے کہ یہی علاج ہے، "ذَائِكُمْ الذُّنُوبُ وَذَوَائِكُمْ اِلَّا سُبْحَانَ" (گناہ تمہاری بیماری اور استغفار تمہاری دوا ہے)۔

۳۶۴۔ سوال: بدگمانی برطرف کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟
جواب: سب سے بڑے دشمن یعنی نفس کے بارے میں بدگمانی (جو کہ داخلی دشمن ہے) کسی اور کے بارے میں بدگمانی سے باز رکھتی ہے۔

۳۶۵۔ نماز شب، ساری توفیقات کی کنجی ہے۔

۳۶۶۔ تعلیم کے نظام میں مروجہ طریقہ کو اپنائیے، اگر کوئی اشکال ہو تو پوچھ لیجئے! سود مند علوم میں ترقی اور پیشرفت کے لئے مشترک تعقیبات کی پابندی کیجئے، "سُبْحَانَ مَنْ لَا يَعْتَدِي عَلَىٰ اَهْلِي مَمْلَكَتِهٖ" (مفتاح الجنان)

۳۶۷۔ ہمیں حقیقی توبہ کو اس کے تمام مقدمات و لوازمات کے ساتھ عملی

بنانا ہو گا تا کہ گناہوں کے آثار پورے طور پر برطرف ہو سکیں۔

۳۶۸۔ جامع و مانع دستور العمل یہ ہے کہ ہر حلال و حرام کے موقع پر یعنی ہمیشہ خدا کو یاد رکھیں۔

۳۶۹۔ نیک اعمال، طاعات الہی اور وہ چیزیں جو خدا سے تقرُّب کا باعث ہیں وہ سب، انسان کے ساتھ ساتھ رہتی ہیں اور انسان ان چیزوں کو یہاں سے روز قیامت اور اس کے بعد تک جہاں بھی رہے گا اپنے ساتھ لے جائے گا، انسان کے نیک اعمال اس کے باقی رہنے والے اعمال ہوتے ہیں اور کبھی فنا نہیں ہوتے ہیں۔

۳۷۰۔ کیا ہمیں اس سے زیادہ کی ضرورت ہے کہ بس اتنا آگاہ ہو جائیں کہ خدا ہمارے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے!؟

۳۷۱۔ اگر دنیا کے بادشاہوں کو معلوم ہو جاتا کہ حالت عبادت میں انسان کو کیا کیا لذتیں حاصل ہو سکتی ہیں تو وہ کبھی ان مادی لذتوں کے پیچھے نہیں بھاگتے۔

۳۷۲۔ اگر آپ کو کسی چیز کے بارے میں گمان ہے اور آپ اسے یقین کی شکل میں بیان کریں تو یہ بھی جھوٹ شمار کیا جائے گا۔

۳۷۳۔ اگر کوئی شخص انسان کے مقصد خلقت کو سمجھ لے تو پھر اس کے لئے ستر بار زندہ ہونا اور دوبارہ شہید ہو جانا بڑا شیریں ہو جاتا ہے۔

۳۷۴۔ نیک کاموں کے لئے خاص طور سے ایسے نیک کاموں کے لئے پیسے خرچ کرنا جن کی مذہب کھٹے والے تشخص دیتے ہوں، مذہب کی ترویج و تعظیم ہے جیسے مجالس عزاداری، محافل مقاصدہ اور مذہبی عیدوں کی مناسبت سے جشن وغیرہ۔

۳۷۵- خدا جانتا ہے کہ ان اُردو اذکار کی تعداد میں کیا راز چھپے ہوئے ہیں اور ہر روز ذکر کن امراض کے رفع و دفع میں سود مند ہے بلکہ ہم ان میں سے بعض کو جانتے اور بعض کی خبر ہی نہیں رکھتے ہیں۔

۳۷۶-

گفتم: بہ کام وصلت خواہم رسید روزی

گفتا: درست بگر، شاید رسیدہ باشی

(میں نے کہا: تمہارے وصال کی مراد کو ایک دن پا کر رہوں گا، وہ بولے: غور سے دیکھو شاید کہ تم مراد کو پا چکے ہو)

اگر اس شعر کے معنی سمجھ میں آجائیں تو پھر اس آیت کریمہ کے معنی معلوم ہو جائیں گے۔ وہ فرماتا ہے: ”سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ الْحَقَّ أَوْلَمَ يَكْفِ بِرَبِّكَ إِنَّهُ عَلِيُّ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ.“ (سورۃ فُصِّلَتْ، آیت ۵۳)

(ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں آفاق (زمین و آسمان کے اطراف و اکناف) میں اور خود ان کے اندر دکھائیں گے تاکہ ان کے اوپر آشکار ہو جائے کہ خدا ہی بس حق ہے کیا تمہارے پروردگار کے حق ہونے کے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر مشہود ہے!)

۳۷۷- مقصود کو پانے کے لئے صبر کرنا ضروری ہے، صبر کے اندر خوف و امید کی حالت چھپی ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سارے کام کسی اور جگہ سے ہدایت

{۷۰}

پاتے ہیں اور خود انسان کسی کام کا نہیں ہوتا، اور صبر کا توام یہ ہے کہ انسان کسی کام کے حاصل ہونے کا خواہاں ہو لیکن وہ کسی دوسرے وقت میں حاصل ہو۔

۳۷۸- جب انسان کی روح دوسرے عالم میں چلی جاتی ہے تب آدمی کو احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں اس قدر تکلفات و تشریفات کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

۳۷۹- حضرت امیر المؤمنین قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ: ”وَاللَّهِ لَا بَيْنَ أَبِي

طَالِبٍ أَنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الْطِفْلِ بِشَدِي أُمِّهِ“ (خدا کی قسم ابن ابوطالب کو اس

سے زیادہ موت سے اُنس ہے جتنا اُنس بچے کو اپنی ماں کے دودھ سے ہوتا ہے) یہ اس لئے نہیں کہ آپ نقص سے کمال کی منزل پہنچ جائیں بلکہ جو کچھ وہاں ہے اس کے شوق کی خاطر آپ نے یہ ارشاد فرمایا اور جو کچھ وہاں ہے وہ بغیر موت کے حاصل نہیں ہونے والا ہے۔

۳۸۰- ہمیں اعتقادات و اعمال میں خواہ ہمارا شخصی عمل ہو یا نوعی و اجتماعی عمل نیز اپنی عبادتوں میں، رضائے خدا کو حاصل کرنے میں ایک لمحہ غفلت اور بے توجہی نہیں برتنا چاہئے کہ اگر ہم نے غفلت برتی تو سمجھو اسی وقت ہم خسارے اور گھائٹے میں چلے گئے۔

۳۸۱- سوال: ہمیں رزق و روزی کا زیادہ ہم غم رہتا ہے۔

جواب: خدا تعالیٰ نے جس طریقے سے، معاد، قیامت اور جنت و جہنم کو بیان کیا ہے اسی طریقے سے فرماتا ہے کہ: ”رزق و روزی سارے بندوں کو میں دیتا ہوں۔“

{۷۱}

۳۸۲- ایک بچہ جتنا اپنی ماں پر اطمینان رکھتا ہے اگر ہم خدا پر اطمینان رکھیں اور ہمیں یقین ہو جائے کہ اُس سے جو کچھ مانگیں گے عطا کرے گا تو پھر ہمیں کسی مشکل سے دوچار نہ ہونا پڑے اور ہمارے سارے کام درست ہو جائیں۔

۳۸۳- جو کوئی ادراک کرنے والی روح کی طرف توجہ کرے تو اسے نظر آئے گا کہ وہ یہاں کی جنس سے نہیں ہے بلکہ کسی کام کی انجام دہی اور کسی امر کی حصولیابی کے لئے وہ چند روز کے لئے یہاں آئی ہے اور پھر واپس چلی جائے گی، روح مُذْرُکِ خُودِ ثَابِتٍ وَاسْتَوْرَہِ لٰیکن بدن کو متحرک بنائے رکھتی ہے: ”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ“ جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔

۳۸۴- اگر ہم اس بات کو سمجھ لیں کہ سب کچھ خدا ہے تو یہ اقبال و سعادت مندی ہے، اور پھر ہم جو کچھ اُس سے مانگیں گے وہ ہو کر رہے گا، اور خدا بندے سے خطاب کرتے ہوئے کہے گا: ”إِلٰی الْمَلٰٓئِکَ الْحَمٰی الْقٰیُومِ“ میرے بندے کی طرف جو کہ بادشاہ زندہ اور قائم و استوار ہے۔ کیونکہ بندہ جب اُدھر رُخ کرتا ہے تو اَزَل اور اَبَد کو باہم ملا دیتا ہے اور جب اُدھر منہ کرتا ہے تو اپنے پیر کا تلو ا بھی نہیں دیکھ پاتا ہے۔

۳۸۵- ہم جب اس طرح کی کرامتیں اہل افراد سے دیکھتے ہیں تو خود سے کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی انجام دینے کی قدرت رکھتے ہوتے، حالانکہ اس طرح کی کرامتیں کہاں، اور معرفت و خدا شناسی کا امکان کہاں جو کہ خدا نے ہمیں عطا کر رکھا ہے۔

چھٹی فصل

کچھ اشارے عظمتِ قرآن کے تعلق سے

۳۸۶- اگر کوئی ایسی کتاب ہوتی جو چیزوں کا عکس ہمیں دکھاتی تو وہ کتاب یہی قرآن ہے جو جنت اور جہنم کا عکس دکھاتی ہے۔

۳۸۷- خدا جانتا ہے کہ قرآن، صاحبان ایمان کے لئے (مخصوصاً اگر وہ اہل علم ہوں) کیا کیا معجزے اور کرامتیں لئے ہوئے ہے اور وہ کن کن چیزوں کا قرآن سے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

۳۸۸- اگر ہم قرآن کو اس کی واقعی صورت میں دیکھ لیں تو اُس وقت پتہ چلے گا کہ ہم ہاتھ اور لیموں میں تمیز کر پاتے ہیں یا نہیں۔

۳۸۹- قرآن کا نظام العمل انسان سازی کا وہ آخری نظام العمل ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے لیکن ہم اس کی قدر دانی نہیں کرتے ہیں۔

۳۹۰- اگر ہم قرآن پہ عمل کرتے ہوتے تو دوسروں کو اسلام و قرآن کی طرف جذب کر سکتے تھے، کیونکہ قرآن سارے اولو احمر و خیموں کے کمالات کا جامع ہے۔

۳۹۱- اگر ہم قرآن پہ صحیح عمل کرتے تو اپنے عمل سے دوسروں کو جذب کر لیتے، کیونکہ (معدودے چند افراد کے سوا) زیادہ تر لوگ نور کے طالب ہوتے ہیں۔

۳۹۲- قرآن، انسان کو کمال انسانی کی آخری حد پہ پہنچا دیتا ہے، ہم قرآن اور اس کے ہم پلہ اہلبیت علیہم السلام کے قدرداں نہیں ہیں۔

۳۹۳- مسلسل قرآن پہ نظر کرنا در چشم کی دوا ہے۔

۳۹۴- اگر ہم قرآن سے استفادہ نہیں کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا یقین کمزور ہے۔

۳۹۵- خدا جانتا ہے کہ قرآن کا حفظ کرنا اس رحمت الہی کے معدن و منبع سے استفادہ کرنے میں کتنا عمل دخل رکھتا ہے... ہم قرآن سے کما حقہ استفادہ نہیں کرتے ہیں۔

۳۹۶- یہ آیت کریمہ: "وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُتِبَ بِهِ الْمَوْتُ" (سورہ رعد، آیہ ۳۱) (اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعہ پہاڑوں کو چلایا جاتا یا زمین کو طے یا شکافتہ کیا جاتا یا مردوں سے بات کی جاتی...) قرآن کیا کہہ رہا ہے؟! کیا آیہ کریمہ میں ذکر شدہ باتیں محال اور واقع نہ ہونے والی باتوں کا فرض ہے یا پھر قرآن کہنا چاہتا ہے کہ اہل افراد اسی قرآن سے یہ سارے کام انجام دے سکتے ہیں!؟

۳۹۷- قرآن سے وہی زیادہ آشنائی رکھتا ہے جو اس میں زیادہ تدبر اور غور و فکر کرتا ہے، احادیث بھی مجموعاً قرآن ہی کے شغل ہیں۔

۳۹۸- اگر ہم سچ کہتے ہیں کہ قرآن اسلحہ ہے تو پھر کسی اور اسلحہ کی کیا

احتیاج!؟

۳۹۹- کیا ہم کچھ جانتے ہیں کہ قرآن، دیگر مکتوبات جیسا نہیں ہے، قرآن گویا عالم نور کی ربانی مخلوق ہے اور ایسی روحانی شے ہے جس نے عالم اجسام و اعراض میں ظہور کیا ہے۔

۴۰۰- یہ بات ہمیں بطور یقین سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن میں نگاہ کرنا دوسری کتابوں میں نگاہ کرنے کے برابر نہیں ہے۔

۴۰۱- کسی قوم و ملت کو ایسا قرآن عطا نہیں کیا گیا ہے جو کہ اتنے سارے خواص و آثار رکھتا ہو، اتنی بڑی نعمت ہمیں دی گئی ہے لیکن جیسے ہمیں کچھ دیا ہی نہ گیا ہو اور جیسے یہ کتاب انسان کی تکمیل کرنے والی ہی نہ ہو۔

۴۰۲- قرآن سے تو سئل، اس کا حمل و فہم اور قرأت و تلاوت، تمام قرآن کی نجات کے لئے سود مند ہے چہ جائیکہ خاص افراد کے لئے۔

۴۰۳- تعجب کا مقام ہے کہ شخصیتوں اور ان کی باتوں کو ہیبت سے جاتی ہے اور ان کی تقریروں کو ریکارڈ کیا جاتا ہے لیکن قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں ہے ہمارے نزدیک اس طرح کی اہمیت نہیں رکھتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ قرآن کے سلسلے میں ہم مقصر ہیں۔

۴۰۴- جو شخص اس بات کی جستجو کرے کہ قرآن کتنا عجیب و غریب ہے، چیز کا بیان کرنے والا ہے) تو اسے عجائب و غرائب دیکھنے کو پیش ہے۔

۴۰۵- قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو غیب سے آئی ہے اور اس کے کلموں کی طرح کے ہیں: ایک تو وہ پیغمبر ہیں جو خدا کی جانب سے بھیجے گئے ہیں اور

ہیں۔ دوسرے وہ کمالی پیغمبر ہیں جو قرآن کے احکام و قوانین پر ایمان و عمل آوری کے نتیجے میں پیغمبروں کے کمالات پر فائز ہوتے ہیں، چنانچہ یہی قرآن کمالی پیغمبروں کی تربیت بھی کرتا ہے اور پیغمبر ساز بھی ہے۔

۴۰۶۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن کی تعلیم دینے، تعلیم حاصل کرنے، تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کی سعی و کوشش کریں، لیکن ہم شہائے قدر میں قرآن سر پہ رکھتے ہیں اور منزلِ عمل میں پردے، غیبت اور جھوٹ بولنے والی آیتوں، اور ”وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ“ (سورۃ المطففين، آیہ ۱) ”وائے ہونا پ تول میں کمی کر کے بیچنے والے کم فروشوں پر“، ”فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ“ (سورۃ اسراء، آیہ ۲۳) ”ماں باپ کو آف تک نہ کہو“ نیز ”وَلَا تَمْسِ فِي الْأَرْضِ مَرْحًا“ (سورۃ لقمان، آیہ ۱۸) ”غرور و تکبر کے ساتھ روئے زمین پر نہ چلو“ جیسی آیتوں کو روندتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔

ساتویں فصل

عبادی دستورات

۴۰۷۔ خاص جگہوں اور وقتوں کے سلسلے میں وارد شدہ دعائیں ایسی بھی مخصوص نہیں ہیں کہ انہیں دوسری جگہ دوسرے وقت میں نہ پڑھا جاسکے، بلکہ اس طرح کی دعائیں بار بار پڑھی جائیں تو بہتر اور مطلوب ہے۔

۴۰۸۔ دعا کے لئے چند باتیں لازم ہیں:

- (۱) اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدح و ثنا اور تعظیم و تمجید کرنا۔
- (۲) گناہوں کا اقرار اور ندامت کا اظہار کرنا جو کہ بمنزلِ توبہ، یا لازمِ توبہ ہے۔
- (۳) محمد آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا، جو کہ واسطہ فیض ہیں۔
- (۴) گریہ و بکاء کرنا کہ اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو رونے جیسی صورت بنانا (جسے تباکی کہتے ہیں) چاہے گریہ و بکاء بہت مختصر ہی کیوں نہ ہو۔
- (۵) ان مذکورہ باتوں کے بعد اپنی حاجت طلب کرنا کہ ایسی صورت میں حاجت کا پورا ہونا یقینی ہوتا ہے، البتہ اگر یہ چیزیں سجدے میں انجام پائیں تو زیادہ مناسب ہے۔

۴۰۹۔ آنکھوں کی سلامتی کے لئے نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھے

اس کے بعد ہاتھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھے اور یہ دعا پڑھے: **اللَّهُمَّ احْفَظْ حَدَقَتِي بِسِحْقِ حَدَقَتِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ** (یعنی خدایا! حضرت علی ابن ابی طالب امیر المؤمنین علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کا واسطہ میری دونوں آنکھوں کی حفاظت فرما)۔

۳۱۰۔ بیمار کی شفا کے لئے، آب زمزم اور امام حسینؑ کی خاک شفا کا کئی بار استعمال کریں زیادہ سے زیادہ افراد کو کئی کئی بار صدقہ دیں اگرچہ اس کی مقدار کم ہی کیوں نہ ہو، اور سورہ الحمد کو ایک مرتبہ سے لے کر سو مرتبہ تک متعدد افراد پڑھیں، کہ اس کی بڑی تاثیر ہے، اس کے علاوہ دوستوں سے بھی کہیں کہ وہ مریض کی شفا یابی کے لئے دعا کریں۔

۳۱۱۔ محفوظ رہنے کے لئے ہر صبح و شام تین مرتبہ پڑھے: **"اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي فِي دَرْعِكَ الْحَصِينَةِ الَّتِي تَجْعَلُ فِيهَا مَنْ تَرِيدُ"** (خدایا مجھے اپنی اُس محفوظ رکھنے والی مضبوط زرہ میں قرار دے کہ تو اُس میں اُسی کو قرار دیتا ہے جسے قرار دینا چاہتا ہے)۔

۳۱۲۔ کسی بھی گم شدہ یا دُزدی شدہ چیز کو پانے کے لئے (اگرچہ انسان ہی کیوں نہ ہو) اس ذکر کو بہت پڑھیں... **"أَصْبَحْتُ فِي أَمَانِ اللَّهِ أَمْسَيْتُ فِي جِوَارِ اللَّهِ"** (میں نے صبح کی اللہ کی امان میں اور شام میں داخل ہوا اللہ کی پناہ میں)۔
 ۳۱۳۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی روزی زیادہ ہو تو وہ اول و آخر ایک مرتبہ صلوات پڑھے اور یہ ذکر کہے: **"اللَّهُمَّ اغْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ"**

وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" (خدا تو مجھے اپنے حلال کے ذریعہ اپنے حرام سے اور اپنے فضل و کرم کے ذریعہ اپنے غیر سے بے نیاز کرے گا)۔

۳۱۴۔ سوال: ریاکاری (کھلا) سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: پورے عقیدے کے ساتھ خیرات بھی لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ زیادہ سے زیادہ پڑھئے۔

۳۱۵۔ سوال: ہم غصے کے عوارض کے لئے کیا کریں؟

جواب: پورے عقیدے کے ساتھ توبہ سے زیادہ صلوات پڑھئے:

(اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ)

۳۱۶۔ سوال: غمور کے عوارض کے لئے آپ کی کون سی دعا ہے؟

جواب: **"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ"** زیادہ پڑھنا

غمور کا علاج ہے۔

۳۱۷۔ سوال: میں دو سے دو عوارضوں سے دو کیموں کے برطرف ہونے کے لئے میری رہنمائی فرمائیے۔

جواب: **"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"** زیادہ پڑھئے۔

۳۱۸۔ اوراد و اذکار وغیرہ پڑھنے کے لئے کون سے کتب سے استفادہ کرنا چاہئے؟

سعی و کوشش اور لحاظ کرے کہ کون سا عمل کس عیب کی تلافی و جبران کے لئے ہے پس اُسی کو اختیار کرے۔

۳۱۹۔ سختیوں اور پریشانیوں میں کون سی دعا پڑھنی چاہئے؟

جواب: **"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ"** زیادہ پڑھئے۔

پہنچا ہے یہ ہے: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَا
مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ“۔

۴۲۰۔ بلا اور شر کو دفع کرنے کے لئے یہ دعا بھی مفید ہے:

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَمْسِكْ عَنِّي الشُّوْءَ“ (خدا یا!

محمد اور ان کی آل پر درود نازل کر اور بدی کو ہم سے دور رکھ۔)

۴۲۱۔ سوال: سارے کاموں اور عبادتوں میں ہم کیا کریں کہ اخلاص کو

فراموش نہ کریں!؟

جواب: بسمہ تعالیٰ: عبادتوں اور سارے کاموں میں اختیاری طور پر خدا

اور اس کی یاد کے سوا کسی اور چیز کو راہ نہ دیں کہ یہی سعادت و خوش بختی کا واحد راستہ ہے۔

۴۲۲۔ سوال: ذہن و فکر کو ایک نقطے پر مرکوز رکھنے کے لئے ہمیں کیا کرنا

چاہئے؟

جواب: وہ اذکار زیادہ پڑھئے جو ذہن و فکر کو تہمکز رکھنے کے سلسلے میں مؤثر

ہیں، جیسے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“۔

۴۲۳۔ سوال: زوجہ اور شوہر کے درمیان بڑا اختلاف ہے انھیں کیا کرنا

چاہئے!؟

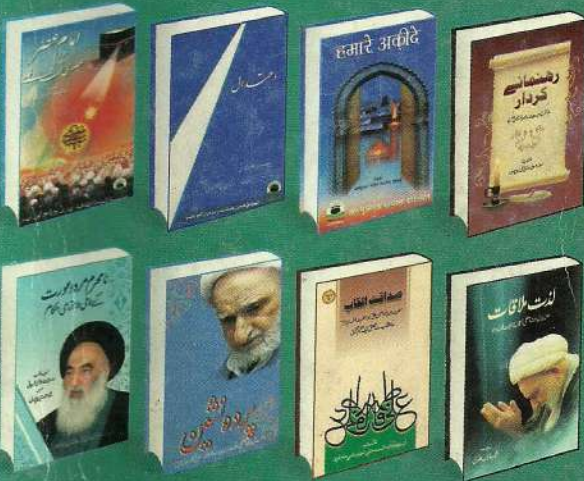
جواب: ان میں سے جو بھی اختلاف کو دور کرنا چاہتا ہے وہ یا کوئی دوسرا

شخص، الگ الگ متعدد افراد کو، متعدد مرتبہ صدقہ دے اور باہمی اختلاف کی اصلاح

کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا بھی کریں۔

Lazzate Mulaqat

ادارہ مُؤَمَّل ایک ایسا ادارہ ہے جس کا مقصد عصری، عالمی انسانی رجحان اور مادری زبان کی طرف عدم توجہی کے سبب مذہبی ذہنوں سے دوری کے پیش نظر کثیر الاستعمال زبانوں میں مختصر جامع تصنیفات و تراجم تو کم کو فراہم کرنا ہے تاکہ قیمت امام عصر ارواحنا للہم القداہ میں دین سے زیادہ سے زیادہ باخبری پیدا ہو سکے۔ یہ ادارہ اہل بیت علیہم السلام سے منسوب تمام اسلامی علوم کے نشر کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے نیز ادارہ نے اس سلسلہ میں معروف اہل قلم اور دانشمند حضرات سے رابطہ قائم کر رکھا ہے آخر میں بارگاہِ ہند میں یہی دعا ہے کہ ہمیں اپنی رضایت حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔



مؤسسة التمويل الثقافية
AL-MU'AMMAL
CULTURAL FOUNDATION

AL-MU'AMMAL CULTURAL FOUNDATION

546/203, Near Era's Medical College

Sarfarazganj, Lucknow-226003

Phone: 0522-2405646

E-mail: muammal@india.com